ماہنامہ
خالد
احمدی نوجوانوں کیلئے
جولائی 2004ء
مدیر
منصور احمد نورالدین

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی
تربیتی کلاس 2004ء سے افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے

مکرم ومحترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ
تربیتی کلاس 2004ء سے اختتامی خطاب فرماتے ہوئے
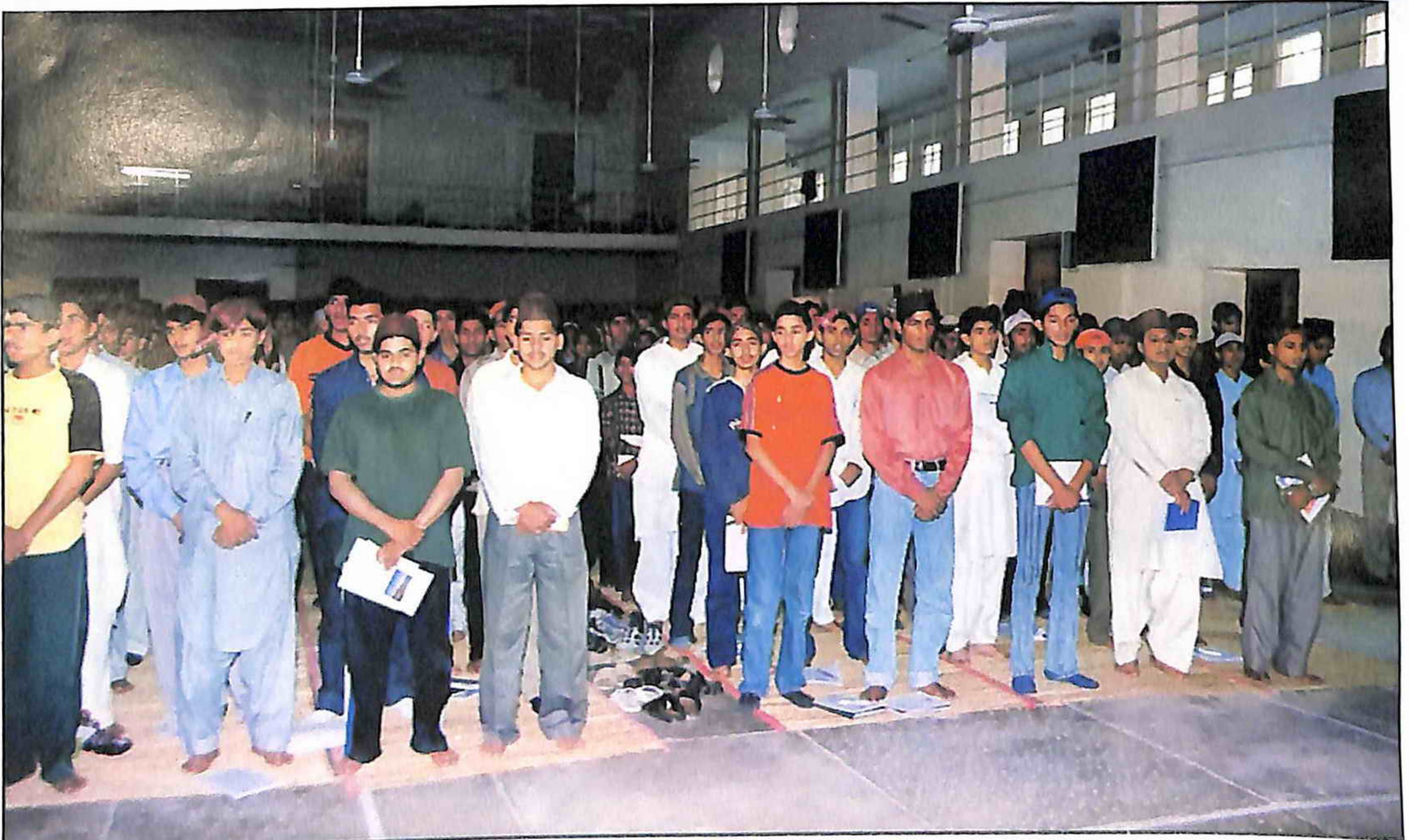
تربیتی کلاس میں شامل طلبہ

محترم صدر صاحب کا پیغام مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں تقویٰ کو اپنی نسلوں میں جاری کرنے کے مضمون کی طرف ہمیں متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر ہم نے اپنی نسلوں کی صحیح طرح تربیت نہ کی اور ان کو تقویٰ پر قائم نہ کیا تو پھر ہماری نسلیں بگڑ کر پہلے کی طرح ہو جائیں گی جن میں کوئی دین نہیں رہے گا۔ اس لئے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ جو نور ہدایت اس نے حاصل کیا ہے وہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرے تا کہ ہر آنے والی نسل پہلے سے بڑھ کر تقویٰ پر چلنے والی ہو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍مارچ ۲۰۰۴ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۶ تا ۲۲؍اپریل ۲۰۰۴ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم تقویٰ کے وصف کو اپنی آنے والی نسلوں میں جاری کرنے والے ہوں۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰

PH: +92 4524 212349- 212685 FAX: +92 4524 213091

خلافت......ایک نعمت

ماہ جولائی کے آخری ایام میں تمام دنیا سے افرادِ جماعت کشاں کشاں سالانہ مرکزی جلسے اور اپنے محبوب آقا سے ملاقات کے لئے لندن کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ اس بابرکت سالانہ جلسے کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 113 سال قبل قادیان میں کیا اور آپ نے اس کو جماعت کی تربیت کے لئے نہایت ضروری اور مؤثر قرار دیا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانشینی میں حضرت خلیفۃ المسیح اس جلسے میں رونق افروز ہوتے ہیں اور ہماری اخلاقی اور روحانی تربیت فرماتے ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم خلافت جیسی نعمت سے فیضیاب ہو کر ہر خطرے سے بے نیاز ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ایک ڈھال ہے، وہ ہمارے لئے مجسم دعا ہے جو ہر آن ہمارے گرد حفاظت کا حصار باندھے ہوئے ہے۔

ایک صدی پر محیط اس عرصہ میں جماعت خلفائے سلسلہ سے ہر رنگ میں تربیت حاصل کرتی چلی گئی اور کرتی چلی جارہی ہے اور تربیت کی اسی روز افزوں ترقی کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

> ”میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ...... اب انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ **جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں**۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں“۔

(الفضل ۲۸ر جون ۱۹۸۲ء)

خدام بھائیو! اسی حوالے سے آج ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں یہ خوشخبری دی ہے کہ:

''یادرکھیں وہ۔ سچے وعدوں والا خدا ہے۔

* وہ آج بھی اپنے پیارے مسیحؑ کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔
* **وہ آج بھی اپنے مسیحؑ سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔**
* وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔

پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے، پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں۔ تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ مئی ۲۰۰۴ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۴ تا ۱۰ جون ۲۰۰۴ء)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

استغفار کی کثرت

(مرسلہ: نداء الحق ندیم)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

لوگ گناہ کرتے ہیں اور پھر جرأت کرتے ہیں اور خدا کا خوف ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا اور ایسے سنگدل ہوجاتے ہیں کہ کبھی ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد نہ بن جائیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میں نے ایک شخص سے ذکر کیا کہ تم توبہ و استغفار کیا کرو اور نیکی میں ترقی کرو۔ اس نے مجھے جواب دے دیا کہ کیا آپ مجھے گندہ جانتے ہیں؟ کیا میں گناہ گار ہوں کہ آپ مجھے نیکی اور تقویٰ اور استغفار کے لئے کہتے ہیں؟ میں یہ بات سن کر حیران ہی ہوگیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے اتنا ناواقف ہے اور اس کے جلال سے اتنا بے خبر ہے کہ اسے اتنی بھی نہیں سمجھ کہ اس بادشاہ سے انسان کو کیسا خائف رہنا چاہیے دنیاوی بادشاہوں کے مقربین کو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی خدمت وخوشامد کے باوجود بھی ان سے یہی عرض کرتے رہتے ہیں کہ اگر کچھ قصور ہوگیا ہو تو عفو فرمائیں۔ بے شک بہت سے لوگ حتی المقدور نیکی کا خیال رکھتے ہیں مگر پھر بھی انسان سے خطا کا ہوجانا کچھ تعجب کی بات نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کیسی معرفت تھی، کیسی احتیاط تھی، کس طرح خدا تعالیٰ سے خائف رہتے تھے اور باوجود اس کے کہ تمام انسانوں سے زیادہ آپؐ کامل تھے اور ہر قسم کے گناہوں سے آپؐ پاک تھے۔ خود اللہ تعالیٰ آپؐ کا محافظ ونگہبان تھا مگر باوجود اس تقدیس اور پاکیزگی کے یہ حال تھا کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خائف رہتے، نیکی پر نیکی کرتے، اعلیٰ اعمال بجالاتے، ہر وقت عبادت الٰہیہ میں مشغول رہتے مگر باوجود اس کے ڈرتے اور بہت ڈرتے۔ اپنی طرف سے جس قدر ممکن ہے احتیاط کرتے مگر خدا تعالیٰ کے غناء کی طرف نظر فرماتے اور اس کے جلال کو دیکھتے تو اس بارگاہ صمدیت میں اپنے سب اعمال سے دستبردار ہوجاتے اور استغفار کرتے اور جب موقع ہوتا توبہ کرتے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں...... میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خدا کی قسم میں دن میں ستّر دفعہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی کمزوریوں سے عفو کی درخواست کرتا ہوں اور اس کی طرف جھک جاتا ہوں۔

(بخاری. کتاب الدعوات باب استغفار النبیؐ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل سے گناہوں سے پاک تھے نہ صرف اس لئے کہ انبیاء کی جماعت معصوم عن الاثم والجرم ہوتی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ انبیاء میں سے بھی آپ سب کے سردار اور سب سے افضل تھے۔ آپؐ کا اس طرح استغفار اور توبہ کرنا بتاتا ہے کہ خشیت الٰہی آپؐ پر اس قدر غالب تھی کہ آپ اس کے جلال کو دیکھ کر بے اختیار اس کے حضور میں گر جاتے کہ انسان سے کمزوری ہوجانی ممکن ہے تو مجھ پر اپنا فضل ہی کر۔ وہاں تو یہ خشیت تھی اور یہاں یہ حال ہے کہ ہم لوگ ہزاروں قسم کے گناہ کر کے بھی استغفار وتوبہ میں کوتاہی کرتے ہیں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔

(سیرت النبیؐ از حضرت مصلح موعود صفحہ ۲۲،۲۳)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پہلو

کیفیتِ نماز

(مرسلہ: لئیق احمد ناصر چوہدری۔ کھاریاں)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح نماز ادا فرمایا کرتے تھے؟ اس کو حضرت سید سرور شاہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قارئین 'خالد' کے استفادے کے لئے پیش ہے۔

حضرت سید سرور شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہاں پر مَیں اسی قدر بیان کروں گا کہ خدا کا برگزیدہ اس عبادت کو اس طریق پر ادا کرتا ہے تا کہ یہ طریق عقلمندوں کے نزدیک اثبات کے لئے کافی اور رفع نزاع کے لئے وافی ہو اور بجائے اس کے کہ مَیں ہر ایک مسئلہ کے ساتھ یہ لکھوں کہ حضرت اقدسؑ کا یہی معمول رہا ہے ابتداء ہی میں مَیں یہ بتا دیتا ہوں کہ صلوٰۃ کی جو کیفیت مَیں یہاں پر لکھوں گا وہ حضرت اقدسؑ کے عمل کے مطابق ہوگی۔ اور وہ یہ ہے کہ جب صلوٰۃ پڑھتے ہیں تو کعبہ کی طرف رُخ کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ انگلیاں دونوں کانوں کے برابر ہو جاتی ہیں اور پھر دونوں کو نیچے لا کر سینہ یعنی دونوں پستانوں کے اوپر یا ان کے متصل نیچے اس طور پر باندھ دیتے ہیں کہ بایاں ہاتھ نیچے اور دایاں اوپر ہوتا ہے اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ داہنے ہاتھ کی تینوں درمیانی انگلیوں کے سرے بائیں کونی تک یا اس سے کچھ پیچھے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں اور انگوٹھے اور کنارے کی انگلی سے پکڑا ہوتا ہے اور اگر اس کے خلاف اوپر یا نیچے یا آگے بڑھا کر یا پیچھے ہٹا کر یا ساری انگلیوں سے کوئی پکڑ کر ہاتھ باندھتا ہے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ ہاتھ باندھ کر

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

(اے اللہ میں تجھے پاک ہونے کے علاوہ بڑی تعریفوں والا یقین کرتا ہوں اور تیرا نام بڑا بابرکت ہے اور تیری ذات بڑی بلند ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے)۔ یا۔

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ (اے اللہ میرے اور میری خطاؤں میں مشرق مغرب کی دوری کر دے۔ اے اللہ مجھے خطاؤں سے ایسا صاف کر دے جیسا کہ سپید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میری خطاؤں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے) وغیرہ مسنون دعا پڑھتے

ہیں۔ اس کے بعد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (میں اللہ کی پناہ چاہتاہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے) اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (میں اللہ کے نام کے ساتھ پڑھتاہوں جو بن مانگے اور بے کیے دینے والا اور مانگنے اور کرنے پر عمدہ دینے والا ہے)۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ آمین.

(سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں جو سب جہانوں کا پیدا کر کے پالنے والا اور بن مانگے اور بے کئے دینے والا اور مانگنے اور کرنے پر بہت عمدہ دینے والا اور دین کے دن (یا یوں کہو جزا کے دن) کا مالک ہے۔ ہم تو تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھی راہ بتا (اور اس پر چلا) جو کہ تجھ سے انعام پانیوالوں کی راہ ہے (یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں صالحوں کی) نہ غضب شدہ لوگوں کی اور نہ گمراہوں کی (یعنی نہ یہود کی اور نہ عیسائیوں کی) اس کے بعد کوئی سورۃ یا قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھتے ہیں اور فاتحہ میں جو اھدنا...... الخ کی دعا ہے اس کو بہت توجہ سے اور بعض دفعہ بار بار پڑھتے ہیں اور فاتحہ کے اول یا بعد سورۃ کے پہلے یا پیچھے غرض کھڑے ہوتے ہوئے اپنی زبان میں یا عربی زبان میں علاوہ فاتحہ کے اور دعائیں بڑی عاجزی وزاری اور توجہ سے مانگتے ہیں۔ اور پھر اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں گھٹنوں کو انگلیاں پھیلا کر پکڑتے ہیں اور دونوں بازؤں کو سیدھا رکھتے ہیں اور پیٹھ اور سر کو برابر رکھتے ہیں اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم

(میں اپنے رب کو سب نقصوں سے پاک یقین کرتا ہوں جو کہ بہت بڑا ہے) یا

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی

(اے ہمارے رب ہم تجھے سب نقصوں سے پاک جاننے کے علاوہ سب تعریفوں والا یقین کرتے ہیں اے اللہ تو مجھے میری کمزوریوں کے بدنتائج سے اور آئندہ کمزوریوں سے بچا) تین یا تین سے زیادہ دفعہ پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں اپنی زبان میں یا عربی زبان میں جو دعا کرنا چاہیں کرتے ہیں۔ اس کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ (اللہ سنتا ہے اس کی جو اس کی حمد کرتا ہے) کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھڑے کھڑے رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ (اے ہمارے رب تیرے ہی لئے سب تعریف ہے) یا اللّٰھُمَّ رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ (اے اللہ اے ہمارے رب تیرے ہی لئے سب تعریف ہے) یا

اللّٰھُمَّ رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا

مُبَارَکًا فِیۡہِ کَمَا یُحِبُّ رَبَّنَا وَ یَرۡضٰی

(اے اللہ اے ہمارے رب تیرے ہی لئے سب تعریف ہے اور میں تیری بہت تعریف کرنی چاہتا ہوں جس میں برکت ہو جیسا کہ ہمارا رب پسند اور خوش رکھے) یا اس کے سوا اور کوئی ماثور کلمات کہتے ہیں اور اس کے بعد جو دعا کرنی چاہتے ہیں اپنی زبان میں یا عربی زبان میں کرتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے نیچے جاتے ہیں اور پہلے گھٹنیں اور پھر ہاتھ اور پھر ناک اور پیشانی یا پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنیں اور پھر ناک اور پیشانی زمین پر رکھ کر سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی (میں اپنے رب کو پاک یقین کرتا ہوں جو بہت بلند ہے) یا

سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمۡدِکَ اللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِی

(اے اللہ اے ہمارے رب تجھے سب نقصوں سے پاک جاننے کے علاوہ بڑی تعریف والا یقین کرتے ہیں اے اللہ میری کمزوریوں کے بدنتائج سے اور آیندہ کمزوریوں سے مجھے بچا دے) کم سے کم تین دفعہ یا اس سے زیادہ طاق پڑھتے ہیں اور چونکہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ سجدہ میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ سجدہ میں دعا بہت قبول ہوتی ہے لہذا سجدہ میں اپنی زبان یا عربی زبان میں بہت دعائیں کرتے ہیں اور سجدہ کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کو کھڑا رکھتے ہیں اور ان کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھتے ہیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان سر رکھتے ہیں اور دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا کر کے اور دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھتے ہیں۔ ہاں جب لمبا سجدہ کرتے ہوئے تھک جاتے ہیں تو اپنی دونوں کہنیوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر سہارا لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھا کر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے ہیں اس طور پر کہ داہنا پاؤں کھڑا رکھتے ہیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اوپر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے ہیں اور بیٹھ کر اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِی وَارۡحَمۡنِی وَ اھۡدِنِی وَارۡفَعۡنِی وَاجۡبُرۡنِی وَارۡزُقۡنِی (اے اللہ میری کمزوریوں کے بدنتائج سے اور آیندہ کمزوریوں سے بچا اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہر ایک امر کی سیدھی راہ بتا اور مجھے رفعت اور عزت دے اور میرے نقصوں کا تدارک کر دے اور مجھے رزق دے) یا اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِی تین دفعہ پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنی زبان میں یا عربی زبان میں جو دعا چاہتے ہیں مانگتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے سجدہ کی مانند سجدہ کرتے ہیں اور پہلے سجدہ کی مانند اس میں بھی وہی کچھ پڑھتے ہیں جو کہ پہلے سجدہ میں پڑھا تھا اور دوسرے سجدہ میں بھی دعائیں مانگتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سوائے پہلی تکبیر اور سبحانک اللہ اور اعوذ باللہ کے بعینہٖ پہلی رکعت کی مانند دوسری رکعت پڑھتے ہیں اور دونوں سجدوں کے بعد اس طرح بیٹھ جاتے ہیں جیسا کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں ہاں اس قدر فرق ہوتا

ہے کہ پہلے سجدہ کے بعد جب بیٹھتے ہیں تو دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر اس طور پر رکھتے ہیں کہ دونوں ہاتھ کھلے ہوتے ہیں اور دونوں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سیدھی ہوتی ہیں اور دوسری رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد جب بیٹھتے ہیں تو اپنے بائیں ہاتھ کو تو ویسا ہی رکھتے ہیں اور دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں کو ہتھیلی سے ملا لیتے ہیں اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ باندھ لیتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان کی انگلی کو سیدھا رکھتے ہیں۔ اور التحیات پڑھتے ہیں اور وہ یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اور یہ کہتے ہوئے اس انگلی کو اٹھا کر اشارہ کرتے ہیں اور پھر ویسی ہی رکھ دیتے ہیں جیسی کہ پہلے رکھی ہوئی تھی) وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (سب تحفے اور نمازیں اور پاکیزہ اعمال اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے نبی تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد علیہ الصلوٰت والسلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پس اگر تین چار رکعتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور پھر باقی رکعتوں کو ویسا ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ دوسری رکعت کو پڑھا تھا اور پھر ان کو ختم کر کے اخیر میں پھر اسی طریق سے یا دہنے پاؤں کو کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں کو دہنے طرف باہر نکال کر زمین پر بیٹھ جاتے ہیں اور یہی التحیات پڑھتے ہیں۔ اور اگر دو ہی رکعت والی نماز ہوئی تو یہی آخری بیٹھنا ہوتا ہے اور آخری بیٹھنے میں التحیات مذکورہ کے بعد پڑھتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (اے اللہ تو اپنی بڑی رحمت نازل فرما حضرت محمد علیہ السلام پر اور ان کی آل پر...... جیسی کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ہے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر۔ بے شک تو صفت کیا گیا...... اور بزرگ ہے۔ اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد علیہ السلام پر اور ان کی آل پر جیسی کہ تو نے نازل فرمائی ہے حضرت ابراہیم پر اور آپ کی آل پر بے شک تو صفت کیا گیا اور بزرگ ہے) اس کے بعد پھر کوئی دعا مقرر نہیں بلکہ جو چاہتے ہیں وہ دعا مانگتے ہیں اور ضرور مانگتے ہیں اس کے بعد دہنے طرف منہ پھیر کر کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ (تم پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو)...... اور پھر بائیں طرف بھی اس طرح منہ پھیر کر کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ پس اللہ اکبر سے نماز شروع ہوتی ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ وہ نماز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے اہل علم اور مخلص مہاجر اور رات دن ساتھ رہنے والے (رفقاء) پڑھتے ہیں۔

(تفسیر الم از حضرت سید سرور شاہ صاحب رسالہ تعلیم...... جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۷۵ تا ۱۸۰)

(مرسلہ: طارق محمود بلوچ)

ہمیں اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اس زمانے میں بھی جبکہ ہر طرف دنیا میں اتنا زیادہ گند ہو چکا ہے ہمیں خاص طور پر، احمدیوں کو اپنے اندر پاکیزگی کے بیج کی پرورش کے لئے بہت زیادہ کوشش اور استغفار کی ضرورت ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے اور دل صاف کرے اور اس طرح ہمیں اپنے دل کی زمین کو تیار کرنا ہوگا اور اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے نیکی کے بیج کی پرورش کرنی ہوگی جس طرح ایک زمیندار جب اپنی فصل کے لئے بیج کھیت میں ڈالتا ہے تو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنے کے لئے وہ بعض دفعہ بیج ڈالنے سے پہلے ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جو جڑی بوٹیوں کو اُگنے میں مدد دیتے ہیں، تا کہ جو بھی جڑی بوٹیاں ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ اور جب وہ ظاہر ہو جائیں تو ان کو تلف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اسی طرح ہمیں بھی اپنے گناہوں کی جڑی بوٹیوں کے بیج کو بھی ظاہر کرنا، پھر اس کو تلف کر... شش کرنی چاہیے، اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے، اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ تا کہ نیکی کا بیج صحیح طور پر نشوونما پا سکے۔ جب نیکی کا بیج پھوٹتا ہے، بڑھنا شروع ہوتا ہے تو اس کی پھر اسی طرح ہی مثال ہے کہ پھر شیطان بعض حملے کرتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنی برائیوں کے بیج پھینک رہا ہوتا ہے یا کچھ نہ کچھ بیج برائی کا بھی دل میں رہ جاتا ہے تو جس طرح فصل لگانے کے بعد زمیندار دیکھتا ہے کہ بعض دفعہ فصل کے ساتھ بھی دوبارہ جڑی بوٹیاں اُگنی شروع ہو جاتی ہیں تو پھر زمیندار کئی طریقے استعمال کرتا ہے۔ بوٹی مار دوائیاں پھینکتا ہے یا گوڈی کرتا ہے، زمین صاف کرتا ہے تا کہ ان بوٹیوں کو تلف کیا جائے، تو اس طرح انسان کو بھی اپنے اندر نیکی کے بیج کو خالص ہو کر بڑھنے اور پنپنے کا ماحول میسر کرنے کے لئے استغفار کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کی پرورش کی کوشش کرتے رہنا چاہیے تو جب اس طریق سے اپنے اندر نیکیوں کے بیج کو ہم پروان چڑھائیں گے اور پروان

چڑھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھلے گا اور پھولے گا اور پھر بڑھے گا اور ہمارے تمام وجود پر نیکیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اور ہر برائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو جائے گی"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ رمئی ۲۰۰۴ء)

اپنے دلوں کو نور سے بھریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اگر نمازوں میں رو رو کر اپنے رب سے مانگیں گے تو اپنے وعدوں کے مطابق ضرور ہماری دعائیں سنے گا۔ پس سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنی نمازوں کو، اپنی دعاؤں کو، اس کے لئے خالص کرنا ہوگا۔ اور یہی بنیادی چیز ہے۔ اگر نمازوں میں ذوق اور سکون میسر آ گیا تو سمجھیں سب کچھ مل گیا۔ نمازوں میں خاص طور پر یہ دعا کریں جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔ حدیثوں میں آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے **اللھم آت نفسی تقوھا وزکھا وانت خیر من زکھا**۔ اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو خوب پاک صاف کر دے اور تو ہی سب سے بہتر ہے جو اس کو پاک کر سکے۔ (دل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پاک صاف ہو سکتا ہے)۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء)۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دلوں کو پاک کرنے کی توفیق دے۔

دلوں کو اللہ تعالیٰ کے نور سے بھرنے کے لئے، یہ دیکھنے کے لئے کہ کون سی باتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور کونسی باتیں ہیں جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم عطا فرمایا ہے ہمیں قرآن شریف سیکھنا اور پڑھنا چاہیے۔ جن کو قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے وہ دوسروں کو سکھائیں۔ قرآن کریم کے درس کو روزانہ جماعتوں میں رواج دیں، چاہے چند منٹ کا ہی ہوتا کہ جو خود پڑھ اور سمجھ نہیں سکتے ان تک بھی یہ خوبصورت تعلیم وضاحت کے ساتھ پہنچ جائے۔ تلاوت قرآن کریم تو بہر حال ہر احمدی کو روزانہ ضرور کرنی چاہیے تا کہ قرآن کریم کی برکات نازل ہوں اور دل تقویٰ سے بھرتے چلے جائیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ بھی فرمایا ہے اگر کوئی شخص مومن نہ بھی ہو اور صرف انصاف سے کام لے کر قرآن دیکھے نہ کہ جہالت، حسد اور بخل سے تو یہ بھی تقویٰ کی ابتدائی شکل ہے تو اگر کوئی شخص انصاف سے قرآن شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو نور ہدایت دے دیتا ہے۔ تو جو ایمان لے آئے ہیں اور تقویٰ کی نظر سے قرآن کریم پڑھتے ہیں ان کے لئے کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم ہدایت نہ دے اور تقویٰ پر نہ چلائے۔ اگر ایک ایمان لانے والے کے دل میں قرآن کریم پڑھ کر اور سن کر نور ہدایت کا جوش پیدا نہیں ہوتا تو پھر اس کی فکر کرنی چاہیے کہ تقویٰ میں کہیں کمی رہ رہی

ہے۔ یہ سوچنا چاہیے کہ ہماری بڑائیاں اور ہماری خود پسندیاں ہمیں اصل تعلیم سے دور لے جا رہی ہیں اور ہم میں تقویٰ نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے تو یہ کہہ دیا ہے کہ اس میں متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے تو یہ ہماری غلطی ہے اور ہمارے لئے یہ فکر کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں اجر دینے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اس کی تعلیم کے مطابق ہدایت پر قائم ہوں اور نیکیاں بجا لانے والے ہوں جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ واللہ علیم بالمتقین (آل عمران) اور جو نیکی بھی وہ کریں گے تو ہرگز ان سے اس کے بارے میں ناشکری کا سلوک نہیں کیا جائے گا اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے تقویٰ پر قائم رہنے اور نیکیاں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم اس کے ہر اس انعام سے حصہ لینے والے ہوں جو اس کے نزدیک ہمارے لئے بہترین ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶/اپریل ۲۰۰۴ء۔ الفضل انٹرنیشنل ۳۰/اپریل تا ۶/مئی ۲۰۰۴ء)

تقویٰ

تقویٰ کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنا اور اسے صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا کافی نہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی یہ اعلیٰ وصف پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ اگر ہم نے اپنی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق چلانے کی کوشش نہ کی تو ہمارا تقویٰ ہماری ذات تک ہی محدود رہ جائے گا۔ اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلوں میں یہ جاری نہیں رہ سکے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/مارچ ۲۰۰۴ء۔ الفضل انٹرنیشنل ۱۶ تا ۲۲/اپریل ۲۰۰۴ء)

قناعت

بعض دفعہ انسان سوچتا ہے کہ یہ بھی میری ضرورت ہے یہ بھی میری ضرورت ہے لیکن جب قناعت کی عادت پڑ جائے تو ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی جنہیں پہلے وہ بہت اہم سمجھتا تھا۔ اور اس طرح بچت کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور ایک احمدی کو بچت کی عادت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی خاطر مالی قربانی کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر ایک نیکی سے دوسری نیکیاں جنم لیتی رہتی ہیں سوائے اس کے کہ کوئی انتہائی کنجوس ہو۔ وہ تو صرف بچت کر کے صرف پیسے ہی جوڑتا ہے۔ وہ تو استثناء ہوتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰/اپریل ۲۰۰۴ء۔ الفضل انٹرنیشنل ۱۴ تا ۲۰/مئی ۲۰۰۴ء)

*****

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب سے نظیر اکبر آبادی کی درج ذیل غزل سماعت فرمائی۔

کیا کہیں دنیا میں ہم انسان یا حیوان تھے ۔۔۔ خاک تھے کیا تھے غرض اک آن کے مہمان تھے

غیر کی چیزیں دبا رکھنی بڑی سمجھے تھے عقل ۔۔۔ چھین لی جب اس نے تب جانا کہ ہم نادان تھے

ایک دن ایک استخواں پر پڑ گیا جو میرا پیر ۔۔۔ کیا کہوں اسدم مجھے غفلت میں کیا کیا دھیان تھے

پیر پڑتے ہی غرض اس استخواں نے آہ کی ۔۔۔ اور کہا ہم بھی کبھی دنیا میں صاحب جان تھے

دست و پا کام و زباں گردن شکم پشت و کمر ۔۔۔ دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کی خاطر کان تھے

رات کے سونے کو کیا کیا نرم و نازک تھے پلنگ ۔۔۔ بیٹھنے کو دن کے کیا کیا تخت اور ایوان تھے

ایک ہی تھپڑ اجل نے آنکر ایسا دیا ۔۔۔ پھر نہ ہم تھے اور نہ وہ سب عیش کے سامان تھے

ایسی بیدردی سے مجھ پر پاؤں مت رکھو نظیر ۔۔۔ او میاں ہم بھی کبھی تیری طرح انسان تھے

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۷۶)

درس حدیث
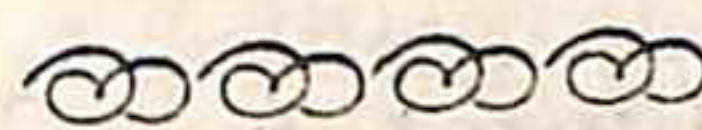
صفائی

(مکرم ومحترم میر محمود احمد ناصر صاحب ۔ ماخوذ از ایم ٹی اے)

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ آیت نمبر ۲۲۳)

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ (التوبہ:۱۰۸)

كَانَ النبيُّ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ (ابن ماجہ)

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ. وَنَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ (ترمذی)

قرآن مجید سے پہلے جو ادیان گزرے جب ان میں بہت سے بگاڑ پیدا ہوئے نظریاتی بھی اور عملی بھی۔ ایک بگاڑ اس غلط تصور کی وجہ سے پیدا ہوا کہ مذہب اور صفائی کی کوئی لڑائی ہے۔ ایک مذہب جو رہبانیت کا علمدار تھا ان میں یہ تصور راسخ ہو گیا کہ اتنی جوئیں اگر پڑی ہوں تو فی جوں اتنا ثواب ملے گا اور اتنی حوریں ملیں گی۔ یہ تصور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹایا۔ قرآن کریم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نے یہ بتایا کہ روح اور جسم دو الگ یونٹ نہیں ہیں۔ بلکہ روح اور جسم ایک یونٹ ہیں بلکہ ایک دوسرے پر بڑا گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ جسم کا روح پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے اور روح کا جسم پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے اور یہ تصور کہ مادی صفائی کی روحانی صفائی کے لئے بالکل ضرورت نہیں بالکل غلط ہے۔

قرآن کریم کی جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں دونوں صفائیوں کو اکٹھا کر کے یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ روحانی صفائی رکھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور جسمانی صفائی رکھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ میرے علم میں، جہاں تک مذاہب کا مطالعہ میں کرتا رہتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہی ہیں جن میں صفائی کے لئے دعا کی گئی ہے۔ انجیل میں، ویدوں میں یا کسی اور مذہب میں صفائی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی درخواست مجھے نہیں ملی۔

جو احادیث آج کے درس کے لئے منتخب کی گئی ہیں وہ بطور نمونہ ہیں ورنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی کے لئے بار بار تاکید ہے۔ ایک حدیث کا تعلق انسان کے بدن کی صفائی سے ہے اور دوسری کا تعلق اس کے گھر کی صفائی سے ہے۔ ایک حدیث کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہے اور دوسری کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ جب رات کو عبادت کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے تو **یَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ** تو اپنے منہ میں مسواک کے ذریعہ صفائی کا انتظام فرماتے تھے۔ (**یشوص**) کا لفظ بتاتا ہے کہ مسواک کا استعمال دائیں بائیں نہیں بلکہ اوپر اور نیچے کی طرف ہے۔ اور میں نے یہاں ڈاکٹر صاحب سے بھی پوچھا ہے اور تحقیق کی ہے اس کے مطابق موجودہ سائنس بھی یہ کہتی ہے کہ دانتوں کی صفائی کا صحیح طریق مسواک یا برش کو اوپر نیچے پھیرنا ہے، دائیں یا بائیں پھیرنا نہیں ہے جو زیادہ صحیح اور زیادہ محفوظ طریق ہے۔

یہ حدیث بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ایک حصہ ہے۔ وہ بہت ہی لطیف ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صفات باری کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان اللّٰہ طیب یحب الطیب اللہ تعالیٰ خود پاکیزہ ہے اور پاکیزہ وجود کو پسند کرتا ہے۔ **نظیف یحب النظافة** صاف ستھرا ہے اور صفائی اور ستھرائی کو پسند فرماتا ہے۔ **کریم یحب الکرم** وہ کرم والا ہے اور کرم کو پسند فرماتا ہے۔ **جواد یحب الجود** وہ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔

اس سے نتیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالا **فنظفوا افنیتکم** اپنے صحنوں کو صاف رکھو۔ جہاں تک صحنوں کی صفائی کا تعلق ہے خود صحنوں کی صفائی بھی ضروری ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد صحن سے سارا گھر ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْنِیَۃ کا لفظ بول کر سارے گھر کی صفائی کی طرف توجہ دلائی ہے۔

آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت وارننگ دی ہے۔

ولا تشبھوا بالیھود یہود سے مشابہت نہ پیدا کرو۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت انذار فرمایا ہے۔ اور بڑی ہی قابل توجہ ہے۔ بچے بیٹھے ہیں بات سمجھانا مشکل ہے۔ جو کنچنیوں کا نظام ہے وہ ایک باقاعدہ نظام

ہے۔ اس میں سرفہرست یہودی کنچنی عورتیں ہیں اور بڑی بڑی لاکھوں کروڑوں کمانے والی ایسی کنچنیاں ہیں جن کا نسلاً بنی اسرائیل سے تعلق ہے۔ یہ ایک معروف حقیقت ہے۔ یورپ اور امریکہ میں سب لوگ اس کو جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا دیکھو یہودی عورتوں میں کنچنی بننے کا رواج اس لئے ہوا کہ یہودی مرد گندے رہتے تھے۔ کتنا بڑا انذار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمانوں کے لئے۔

فرمایا: تم یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کیا کرو اور صاف ستھرے رہا کرو۔ یہ بیماری اور انتہائی خطرناک مرض یہودی عورتوں میں پیدا ہوا۔ اس کی ذمہ داری یہودی مردوں پر ہے۔ وہ گندے رہتے تھے۔ اتنے بڑے انذار کے بعد اس طرف بہت ہی توجہ کی ضرورت ہے۔ سادگی اور چیز ہے اور صفائی اور چیز ہے۔

سپین میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات اتنی صدیوں تک قائم رہے۔ جب وہاں مسلمانوں پر حملہ ہوا اور جب بدقسمتی سے ازابیلا اور فرڈیننس نے مسلمانوں کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ بہت سے مسلمان اس وقت پس پردہ چلے گئے۔ جنوبی سپین میں بخارا کے پہاڑ میں جا کر چھپ گئے۔ ہمیں بھی جا کر دیکھنے کا موقع ملا۔ کچھ مسلمان وہیں ان کے بیچ میں رہے مگر اسلام کا اظہار نہیں ہونے دیتے تھے۔ ان دنوں ایک آرڈیننس جاری ہوا کہ مسلمانوں کو تلاش کرو اور اُن کو قتل کرو اب پتہ کیسے چلے کہ یہ مسلمان ہے۔ اس آرڈیننس میں لکھا ہے جو صاف ستھرا ہو، نہاتا دھوتا ہو، دانت صاف کرتا ہو تو یقیناً سمجھو کہ یہ مسلمان ہے۔ یہ پہچان انہوں نے مسلمانوں کی دی اور اس حد تک صفائی کا عالم تھا۔ ایک بادشاہ نے جب سپین کے بارڈر پر لڑائی ہورہی تھی ایک بادشاہ سے کچھ علاقہ قبضہ کرلیا۔ وہاں مسلمانوں نے ایک حمام بنایا ہوا تھا جسے مسلمانوں نے نہانے دھونے اور صفائی کے لئے رکھا ہوا تھا۔ اتنا وہ متاثر ہوا وہ اس حمام کو دیکھ کر کہ وہ سمجھا کہ شاید شاہی محل ہے اور اپنی رہائش اس حمام میں مقرر کرلی۔ حالانکہ وہ حمام تھا شاہی محل نہ تھا۔ صفائی کا جو حکم قرآن کریم نے دیا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا مسلمانوں نے اسے آگے چلایا ہے۔ اور آج کل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ ہمارے لئے احیاء کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین یعنی خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ سو توابین کے لفظ سے

خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی۔ اور مُتَطَهِّرِيْنَ کے لفظ سے ظاہری طہارت اور پاکیزگی کی ترغیب دی اور اس آیت سے یہ مطلب نہیں کہ صرف ایسے شخص کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے جو ظاہری پاکیزگی کا پابند ہو۔ بلکہ تَوَّابِيْنَ کے لفظ کو ساتھ ملا کر بیان فرمایا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے اکمل اور اتم محبت جس سے قیامت میں نجات ہوگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان علاوہ ظاہری پاکیزگی کے خدا تعالیٰ کی طرف سچا رجوع کرے۔ لیکن محض ظاہری پاکیزگی کی رعایت رکھنے والا دنیا میں اس رعایت کا فائدہ صرف اس قدر اٹھا سکتا ہے کہ بہت سے جسمانی امراض سے محفوظ رہے۔ اور اگرچہ وہ خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت کا نتیجہ نہیں دیکھ سکتا۔ مگر چونکہ اس نے تھوڑا سا کام خدا تعالیٰ کی منشاء کے موافق کیا ہے۔ یعنی اپنے گھر اور اپنے بدن اور کپڑوں کو ناپاکیوں سے پاک رکھا ہے اس لئے اس قدر نتیجہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ بعض جسمانی بلاؤں سے بچالیا جائے بجز اس صورت کے کہ وہ کثرت گناہ کی وجہ سے سزا کے لائق ٹھہر گیا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اس کے لئے یہ حالت بھی خدا تعالیٰ میسر نہیں کرے گا وہ ظاہری پاکیزگی کو کماحقہ بجالا کر اس کے نتائج سے فائدہ اُٹھا سکے۔ غرض بموجب وعدہ الٰہی کہ محبت کے لفظ میں سے ایک خفیف اور ادنیٰ سے حصہ کا وارث وہ دشمن بھی اپنی دنیا کی زندگی میں ہو جاتا ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لئے کوشش کرتا ہو۔ جیسا کہ تجربہ کے رو سے مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے ہیں۔ اور اپنی بدرروں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ پس گویا وہ اس طرح پر يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ کے وعدہ سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جو طہارت ظاہری کی پرواہ نہیں کرتے آخر کبھی نہ کبھی وہ پیچ میں پھنس جاتے ہیں۔ اور خطرناک بیماریاں ان کو آ پکڑتی ہیں۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۷)

(یہ درس مؤرخہ ۵ مارچ ۲۰۰۴ء کو ایم ٹی اے پر نشر ہوا جس کو مکرم طارق حیات صاحب نے ٹرانسکرائب کیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

دورۂ افریقہ

(مکرم عبدالحق بدر صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13/مارچ 2004ء تا 1/اپریل براعظم افریقہ کے چار ملکوں کا تاریخی دورہ فرمایا جن میں سے دو ملکوں کے دورے کی چند جھلکیاں قارئین خالد کے لئے پیش ھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ ۱۳/مارچ ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ کو مغربی افریقہ، غانا (اکرا) کے تاریخی دورے کے لئے BA-81 کے ذریعہ بارہ بج کر پندرہ منٹ پر روانہ ہوئے۔ مقامی وقت کے مطابق شام 6:35 پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جہاز اکرا کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر اترا۔

○......وی وی آئی پی لاؤنج میں پریس کانفرنس ہوئی، جس کے آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رپورٹرز کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا:

I have come here to see my loved ones.

یہاں میں اپنے پیاروں سے ملنے آیا ہوں۔

□......۱۴ مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور ایدہ اللہ نے ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول گوموا پوٹسن Gomoa Potsin کے کمپیوٹر سنٹر کا دورہ کیا اور ۵ کمپیوٹر اور ائیر کنڈیشنرز مہیا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ یہاں پر حضور نے بیت الذکر کا نقشہ ملاحظہ فرمایا اور سنگ بنیاد کے طور پر تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور سکول کے لان میں تھورائے Thurai کا ایک پودا لگایا۔

○......حضور ایدہ اللہ منگوس Mangoase نامی قصبہ میں تشریف لے گئے اور یہاں حال ہی میں تعمیر ہونے والے مشن ہاؤس پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اس کے بابرکت ہونے کی دعا کی۔

I have come here to see my loved ones.

○......بعد ازاں حضور ایدہ اللہ احمدیہ ہسپتال اگونہ سویڈرو Agona Swedru تشریف لے گئے اور ہسپتال کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ حضور نے آپریشن تھیٹر کے موجودہ میز کو دیکھتے ہوئے فرمایا: جب یہ ہسپتال شروع ہوا تھا تو یہاں لکڑی کی عام ٹیبل ہوتی تھی۔ اس موقعہ پر امیر صاحب غانا نے عرض کی کہ حضور اس وقت بجلی بھی نہ تھی۔

○......حضور ایدہ اللہ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول اکمفی ایسارچر Ekumfi Essarkyie کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سکول میں حضور انور غانا میں اپنے قیام کے دوران اکتوبر ۱۹۷۹ء سے مارچ ۱۹۸۳ء تک پرنسپل رہے ہیں۔ اس سکول میں بھی حضور انور نے تھورائے (Thurai) کا پودا لگایا اور سکول کے نوتعمیر شدہ کلاس رومز بلاک کا افتتاح فرمایا۔

○......اسی سکول کے شعبہ آرٹس میں فائنل ایر کے ایک

طالب علم Enock yaw Samooh نے حضور انور کو شعبہ جغرافیہ کے چارٹس دکھائے تو حضور نے فرمایا: اگر تم فائنل امتحان میں 80% نمبر لے لو تو میرا تم سے وعدہ ہے کہ غانا سے باہر کسی بھی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم دلواؤں گا۔

○......حضور نے سکول کے کمپیوٹر سیکشن کا معائنہ فرمایا جو اس چھوٹے سے کمرے میں ہے جہاں حضور کا بطور پرنسپل دفتر ہوتا تھا۔ کمپیوٹرز کی تعداد بہت کم تھی اس پر حضور نے ازراہ شفقت فرمایا: اپنے کمپیوٹر سیکشن کو وسیع کر کے مجھے اطلاع دیں تو میں اس میں پانچ کمپیوٹرز اور ایئر کنڈیشنز لگوا دوں گا۔

○......حضور نے ڈپٹی منسٹر فار انرجی Hammond کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ بھی آپ کو پانچ کمپیوٹر دیں گے۔ اس کے بعد حضور انور، ہیڈ ماسٹر کے دفتر تشریف لائے اور وزیٹرز بک میں تحریر فرمایا:

''یہ وہ سکول ہے جہاں میں نے قریباً چار سال خدمت کی توفیق پائی ہے۔ اس لئے میرا اس کے ساتھ جذباتی تعلق ہے۔ مجھے اس بات کی ازحد خوشی ہے کہ جس سکول کے لئے میں نے خون پسینہ ایک کیا آج حیران کن اختصار کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقیات سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ تمام طلباء اور سٹاف ممبران پر اپنا فضل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قوم اور معاشرہ کی ترقی و بہبود کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

○......اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے ہیڈ ماسٹر کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ یہ وہی مکان ہے جہاں حضور انور اپنی فیملی کے ساتھ رہائش پذیر رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بے حد خوش تھے۔ گھر کے دو تین کمروں میں تشریف لے گئے اور پرانی یادیں تازہ فرماتے رہے۔ حضور کے گھر سے منسلکہ پلیٹ فارم کے متعلق فرمایا: ہم یہاں اکثر شام کو بیٹھا کرتے تھے۔

''یہ وہ سکول ہے جہاں میں نے قریباً چار سال خدمت کی توفیق پائی ہے۔ اس لئے میرا اس کے ساتھ جذباتی تعلق ہے۔ مجھے اس بات کی ازحد خوشی ہے کہ جس سکول کے لئے میں نے خون پسینہ ایک کیا آج حیران کن اختصار کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے''

○......اسی روز حضور نے جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا اور جامعہ احمدیہ کی وزیٹرز بک پر درج ذیل الفاظ تحریر فرمائے: ''ماشاء اللہ! خوش آئند ترقی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام طلباء کو جو اس عظیم ادارے سے فارغ التحصیل ہوں، اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے (دین حق) احمدیت کی خدمت کی توفیق دے (آمین)۔''

□......۱۵/مارچ ۲۰۰۴ء بروز سوموار حضور نے جماعت احمدیہ غانا کے نیشنل ہیڈ کوارٹر کا معائنہ فرمایا اور اس میں واقع دو منزلہ عمارت کا افتتاح بھی فرمایا۔

○......دوپہر دو بجے کے بعد حضور انور نے صدر مملکت غانا عزت مآب His excellency John Ajyekum Kufuor کو صدارتی محل میں شرف ملاقات بخشا۔

○......حضور ایدہ اللہ نے صدر مملکت غانا کو ایک سلور شیلڈ تحفۃً عنایت فرمائی جس میں اوپر بسم اللہ کے الفاظ کندہ تھے درمیان میں منارۃ المسیح کی تصویر تھی اور نیچے یہ الفاظ تھے۔

With the compliments of Hazrat Mirza Masroor Ahmad Head of world wide Ahmadiyya (.......) community.

○......''ٹیما'' میں حضور انور نے جماعت احمدیہ غانا کے احمدیہ پرنٹنگ پریس کی نئی عمارت کے سنگ بنیاد کے طور پر تختی کی نقاب کشائی کی اور دعا کروائی۔

□......۱۶ر مارچ ۲۰۰۴ء بروز منگل حضور ایدہ اللہ نے قبرستان موصیان، ہسپتال اور سابقہ نیشنل ہیڈ کوارٹر کا معائنہ فرمایا نیز ہسپتال میں نو تعمیر شدہ بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔

□......۱۷ر مارچ ۲۰۰۴ء کو مملکت غانا کے نائب صدر His Excellency Alhaj Aliumahama نے حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات مشن ہاؤس میں ہوئی۔ نائب صدر نے حضور انور سے ملک میں امن اور اتحاد کیلئے دعا کی درخواست کی تو حضور نے انہیں الیس اللہ کی انگوٹھی مرحمت فرمائی اور ساتھ فرمایا: اس سے انسان کو تسلی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ حضور انور نے نائب صدر کو ایک سلور شیلڈ بھی مرحمت فرمائی۔

□......۱۸ر مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور نے جماعت احمدیہ غانا کے ۷۵ ویں جلسہ سالانہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس جلسے میں صدر مملکت غانا، بعض وزراء مملکت، ملکی و غیر ملکی شخصیات اور چیف صاحبان بھی موجود تھے۔

□......۱۹ر مارچ ۲۰۰۴ء کو غانا کے جلسے کا افتتاحی خطاب فرمایا اور یہی خطبہ جمعہ بھی تھا۔ اس خطبے کی خاص بات یہ تھی کہ براعظم افریقہ سے کسی بھی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا خطبہ جمعہ تھا جو MTA کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا میں نشر ہوا۔

□......۲۰ر مارچ ۲۰۰۴ء کو صبح 'اکرا'، 'انوراکر'، 'کماس' اور 'آسوکورے' کے لئے روانگی ہوئی۔ اسی روز حضور نے ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کا معائنہ فرمایا۔ یہ سکول ہندوستان سے باہر جماعت احمدیہ کے تحت کھلنے والا اعلیٰ تعلیم کا پہلا ادارہ ہے۔ اس کا آغاز ۱۹۵۰ء میں کماسی شہر سے ہوا۔

○......اسی روز حضور نے جماعت احمدیہ غانا کے تربیتی سنٹر کا معائنہ فرمایا اور اس کے بعد احمدیہ ہومیو کلینک اور طاہر ہومیو کمپلیکس کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔

□......۲۱ر مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور ایدہ اللہ نے دو ہسپتالوں آسوکورے اور کوکوفو KoKoFu کا معائنہ فرمایا اور بیوت الذکر کی تختیوں کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کی نیز ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول آسوکرے کے زیر تعمیر بلاک پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔

○......اسی روز حضور کی Asantehene قبیلہ کے بادشاہ Asantehene Osei ToTo II سے ملاقات ہوئی۔ انہیں مخاطب کر کے حضور نے اپنے دورے کو Home coming visit قرار دیا۔ حضور نے ان کو ایک سلور شیلڈ اور ایک قالین بطور تحفہ دیا۔

○......ایک چیف نے اشانٹی ہینی کی طرف سے اشانٹی بادشاہت کا ایک Symbol حضور انور کی شیروانی پر لگایا۔ آخر میں حضور نے اشانٹی ہینی کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔

□......۲۲ مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور نے ٹیچی مان ہسپتال کا معائنہ فرمایا اور ہسپتال میں ایک نوتعمیر شدہ وارڈ پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔

○......Wa میں Limanisi کے مقام پر ایک نوتعمیر شدہ بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد Kaleo ہسپتال کا معائنہ فرمایا اور Wa میں ہی ٹیچرز ٹریننگ کالج میں ایک جگہ نصب تختی کی نقاب کشائی فرما کر دعا کروائی۔

□......۲۳ مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور انور نے "وا" کی دو منزلہ بیت الذکر کی تعمیر شدہ منزل پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی اور بیت الذکر کا معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ دوسری منزل کی تعمیر چھ ماہ میں مکمل کریں۔

○......حضور انور نے بیت الذکر کا معائنہ کرتے ہوئے فرمایا: جب ہم یہاں ہوتے تھے تو اس وقت یہ سوچا بھی نہ جا سکتا تھا کہ یہاں اتنی بڑی (بیت الذکر) بن جائے گی۔

○......بیت الذکر کے معائنے کے بعد حضور انور ٹمالے مشن ہاؤس تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نئے مشن ہاؤس کے ساتھ ملحقہ مکان بھی دیکھا۔ حضور انور ٹمالے میں قیام کے دوران اس مکان میں دو سال سے زائد عرصہ مقیم رہے۔ جب حضور یہاں مقیم تھے یہاں بجلی بھی نہ تھی۔

○......اس کے بعد حضور انور کی یہاں کے چیف صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضور انور کو تحفہ کے طور پر North کا ایک روایتی گاؤن سموک (Smock) پہنایا۔

○......اس کے بعد ناردرن ریجن کے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں مختصر خطاب میں حضور انور نے انہیں فرمایا: امید ہے کہ آئندہ جب میں یہاں آؤں تو سارا ریجن احمدیت کے جھنڈے تلے آیا ہوگا۔

○......اسی روز نماز مغرب وعشاء کے بعد دو اشخاص نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان خوش قسمت اشخاص کے نام یہ ہیں۔

1- Mr. Kwesi Tawish

2- Mr. Joseph Otoo

□......۲۴ مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور نے ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا کا معائنہ فرمایا۔ یہ سکول اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ یہاں ہمارے پیارے حضور اپنے غانا کے قیام کے دوران اگست ۱۹۷۷ء تا اگست ۱۹۷۹ء پرنسپل رہے۔ حضور انور نے سکول کی نوتعمیر شدہ بیت الذکر پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی اور ایڈمنسٹریشن بلاک کے سامنے آم کا پودا لگایا۔

□......۲۵ مارچ ۲۰۰۴ء کو غانا کے دورے کے آخری روز Wale Wale کے علاقے میں Kperiga نامی جماعت میں نئی تعمیر ہونے والی بیت الذکر پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد بولغاٹانگا کی بیت الذکر کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

امید ہے کہ آئندہ جب میں یہاں آؤں تو سارا ریجن احمدیت کے جھنڈے تلے آیا ہوگا

○......غانا کے بارڈر پر ایک جماعت پاگا Paga کی

بیت الذکر پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

○......دوپہر 12:40 پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پاگا Paga بارڈر سے بورکینا فاسو میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران اور مربیان کرام اور خدام الاحمدیہ کے ایک وفد نے مکرم محمود احمد ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت بورکینا فاسو کی قیادت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا والہانہ استقبال کیا۔ یہ دورہ اس لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل تھا کہ کسی خلیفۃ المسیح کا بورکینا فاسو کا یہ پہلا دورہ تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش کا انتظام حکومت بورکینا فاسو نے واگاڈوگو (دارالحکومت) میں ایک ہوٹل Sofitel میں کیا ہوا تھا۔

○......اسی روز حضور نے جلسہ بورکینا فاسو کے انتظامات کا جائزہ لیا۔

□......۲۶ رمارچ ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی وزیر اعظم بورکینا فاسو اور صدر مملکت سے علیحدہ علیحدہ ملاقات ہوئی۔ وزیر اعظم سے ملاقات کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ملاقات کی یادگار کے طور پر دیدہ زیب Complementry پلیٹ جس پر منارۃ المسیح نقش تھا عنایت فرمائی۔ اسی طرح صدر مملکت کو بھی اس موقع کی یادگار کے طور پر ایک پلیٹ عنایت فرمائی جس پر حضور کے نام کے ساتھ منارۃ المسیح نقش تھا۔

○......اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ٹیلی فون لائن کے ذریعہ براہ راست MTA پر دنیا بھر میں نشر کیا گیا۔

○......حضور جب افتتاحی خطاب کیلئے جلسہ گاہ تشریف لائے تو ۱۳ ہزار سے زائد احباب جماعت نے نعرے لگا کر اور لاالہ الا اللّٰہ کا ورد کر کے حضور کا استقبال کیا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے لوائے احمدیت لہرایا اور پھر جلسہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جلسہ کے دوسرے روز حضور نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور جلسہ گاہ لجنہ اماء اللہ تشریف لے گئے اور کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہے۔

اس جلسہ میں ۴۲۵ جماعتوں کے ۱۳۷۵۵ افراد نے شرکت کی۔ اختتامی اجلاس کی کارروائی کو یہاں کے نیشنل TV، ریڈیو اور پریس نے بہت عمدہ رنگ میں Coverage دی۔

□......۲۸ رمارچ ۲۰۰۴ء کو ۱۰ بجے بورکینا فاسو کے بارہ ریجنز سے آنے والے ریجنل صدران جماعت، سیکرٹریان، ذیلی تنظیموں کے صدران، زعماء اور دیگر عہدیداران نے، جن کی تعداد ۵۰۰ سے زائد تھی، حضور انور سے شرف ملاقات پایا۔

○......اس میٹنگ کے بعد حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور پھر فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ نیز شام کو چلڈرن کلاس ہوئی۔

□......۲۹ رمارچ ۲۰۰۴ء ساڑھے نو بجے صبح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''احمدیہ ہومیوپیتھی فرسٹ سنٹر'' کا معائنہ فرمایا۔ اس سینٹر کے ساتھ ہی ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خواتین کے

لئے سلائی سکول کھولا گیا ہے۔ اس کے معائنے کے دوران حضرت بیگم صاحبہ نے بیس ضرورت مند خواتین کو تحفۂ سلائی مشینیں عطا فرمائیں۔

○......9:00 بج کر 50 منٹ پر حضور انور احمدیہ ہسپتال واگاڈوگو کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد علاقے کے میئر حضور سے ملاقات کے لئے آئے۔ ملاقات کے آخر پر حضور انور نے انہیں "الیس اللہ" والی انگوٹھی عطا فرمائی۔

○......ساڑھے گیارہ بجے حضور انور کے ساتھ آئیوری کوسٹ سے آنے والے مربیان کی میٹنگ ہوئی۔

□......۳۰ر مارچ ۲۰۰۴ء کو حضور انور ڈوری Dori شہر پہنچے۔ یہ شہر صحارا Desert سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ڈوری شہر میں حضور انور نے بورکینا فاسو کے پہلے احمدیہ پرائمری سکول کا سنگ بنیاد رکھا اور دعا کروائی اور اس کے بعد یک روزہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز فرمایا۔

□......۳۱ر مارچ ۲۰۰۴ء صبح پونے نو بجے حضور انور نے مشن ہاؤس میں ڈوری ریجن کی مختلف جماعتوں کے صدران اور اماموں کو شرف مصافحہ بخشا اور نو بجے کایا (Kaya) کے لئے روانگی ہوئی۔

○......چار بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر بیت ہدیٰ میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے ساتھ ہی بیت الذکر کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ نماز کے بعد حضور انور نے بیت الذکر سے ملحقہ قطعہ زمین "احمدیہ مشن ہاؤس" کا سنگ بنیاد رکھا اور دعا کروائی اور پھر جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا۔

□......یکم اپریل ۲۰۰۴ء کو حضور انور بوبوجلاسو Bobo Dioulosso پہنچے۔

□......۲ر اپریل ۲۰۰۴ء دوپہر ایک بجے حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ٹیلی فون رابطے کے ذریعہ MTA پر live نشر ہوا۔

○......شام کو حضور نے احمدیہ ہسپتال بوبوجلاسو کا معائنہ فرمایا۔ پھر احمدی ریڈیو سٹیشن کا معائنہ فرمایا۔

□......۳ر اپریل ۲۰۰۴ء حضور انور بیت احمدیہ بوبوجلاسو سے روانہ ہو کر واگاڈوگو واپس پہنچے اور احمدی ہسپتال واگاڈوگو کا افتتاح فرمایا اور مختصر خطاب فرمایا اور اس موقع کی مناسبت سے کئے گئے سوالات کے جوابات دیے۔ افتتاحی تقریب کے اختتام پر حضور انور نے موقعہ کی یادگار کے طور پر ایک پودا لگایا۔ روانگی سے قبل ایک مخلص احمدی نے حضور انور کی خدمت میں ایک بکرا پیش کیا۔ حضور نے امیر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ اسے صدقہ کروادیں۔

○......شام کو حضور انور نے واگاڈوگو کے وزیر صحت Hon. Yoda Alain کو شرف ملاقات بخشا۔

□......۴ر اپریل ۲۰۰۴ء کو حضور انور نے مجلس عاملہ بورکینا فاسو، مربیان کرام، نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ، مجلس عاملہ انصار اللہ اور مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ فرمائی اور ہر شعبے کو ہدایات سے نوازا۔

(روزنامہ الفضل ۲۴ر مارچ تا ۱۶ر اپریل ۲۰۰۴ء)

صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت الٰہی

(سہیل احمد ثاقب)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب توحید کا علم بلند کیا تو خدا تعالیٰ نے آپ کی طرف ایسی فرشتہ سیرت ہستیاں مائل کیں کہ جنہوں نے تادمِ واپسیں خدا تعالیٰ کی محبت کو حرزِ جان بنائے رکھا۔ اس محبت کی راہ میں طرح طرح کی تکالیف اور مصائب کو برداشت کرنا ان پر آسان ہوگیا مگر یہ گوارہ نہ کیا کہ توحید کے نشے کو چھوڑ سکیں۔

وہ نہایت سرگرمی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسے فدا تھے کہ گویا ہر ایک ان میں سے ابراہیم تھا۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۲۸)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ ان کا آقا امیہ بن خلف عرب کے تپتے صحرا میں صرف اس وجہ سے سراپا ننگا کر کے لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر کی گرم سلیں رکھ دیتا کہ تم اس ایک خدا کا انکار کر دو جس کی تعلیم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دے رہے ہیں۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو توحید کے نشے میں مخمور تھے ان کی زبان پر صرف یہی الفاظ جاری ہوئے کہ اَحد اَحد (سنن ابن ماجہ جلد اول باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ "فضل سلمان و ابی ذر و المقداد) کہ وہ خدا تو صرف ایک ہے جو عبادت کے لائق ہے۔ یہی وہ تکالیف تھیں جن کو سہنے کے نتیجے میں حضرت بلالؓ کو جو صرف ایک حبشی غلام تھے خدا تعالیٰ نے ایسے مقام پر فائز فرما دیا کہ جس پر ہر زمانے کے مسلمان فخر کرتے آئے اور کرتے رہیں گے۔

یہ توحید کا مضمون ہی تھا جس کا لطف لینے کی صحابہؓ کو عادت پڑ چکی تھی چنانچہ نماز کی ہر جہری رکعت میں سورۃ اخلاص کی تلاوت فرماتے ہیں۔ یہ وہ سورۃ ہے جس میں توحید کے مضمون کو اس کی تمام تر فصاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص)

جب شادی کی خواہش ہوئی تو اس میں بھی توحید کے مضمون کو سرفہرست رکھا۔ چنانچہ حضرت ام سلیمؓ کا ذکر ملتا ہے کہ جب ان سے حضرت ابوطلحہؓ نے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت ام سلیمؓ نے کہا کہ تمہیں ایک درخت کی عبادت کرنے سے شرم نہیں آتی؟ چنانچہ جب تک انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمہ توحید نہیں پڑھا حضرت ام سلیمؓ نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں فرمایا۔

(اسد الغابۃ جلد پنجم صفحہ ۵۹۱، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

صرف توحید کا اقرار ہی مقصود نہیں تھا بلکہ صحابہؓ کے دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے معمور تھے۔ اللہ تعالیٰ کے جلال کو یاد کر کے روتے تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ خشیت الٰہی کے نتیجہ میں بکثرت رویا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سارا دن روزے سے رہے۔ شام ہوئی اور کھانا آیا تو آپ دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا کہ مصعب بن عمیر مجھ سے بہتر تھے مگر وہ شہید ہوئے تو بطور کفن صرف ایک چادر میسر تھی جس سے اگر سر چھپاتے تو

پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ ایسی کسمپرسی کی حالت تھی۔ اسی طرح حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو ان کی بھی ایسی ہی حالت تھی۔ حضرت عبدالرحمان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہمیں بکثرت میسر ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیوں کا صلہ ہمیں یہیں اس دنیا میں ہی نہ مل جائے اور اس حالت میں ایسی رقت طاری ہوئی کہ سارا دن روزے سے رہنے کے باوجود کھانے سے ہاتھ روک لیا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد)

یہ ایسے وجود تھے کہ جنہوں نے اللہ کی رضا کو ہر چیز سے برتر اور مقدم جانا اور لقائے الٰہی کے ایسے متمنی ہوئے کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے۔

یہ بات فطرتِ انسانی میں داخل ہے کہ جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے ازالہ کے لئے اپنے سب سے مضبوط سہارے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا طرزِ عمل دیکھئے کہ جب کبھی تیز ہوا بھی چلتی تو مسجد کی طرف دوڑتے ہیں اور اپنے محبوب خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس سے عافیت چاہتے ہیں کہ مبادا یہ تیز ہوا قیامت کا پیش خیمہ نہ ہو۔

(سنن ابی داؤد باب الصلاۃ الاستسقاء عند الظلمة ونحوها)

خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے میں بھی صحابہؓ کا ایک عجیب محبت بھرا انداز تھا جس کی خدا تعالیٰ ان الفاظ میں گواہی دیتا ہے کہ: تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً۔

یعنی یہ جماعت ایسی تھی کہ جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے اور وہ لوگ خوف و رجا سے اپنے رب کو پکارتے تھے۔ چنانچہ حضرت شداد بن اوسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ رات کا ایک لمبا حصہ عبادت کرنے کے باوجود دل میں یہی

اعتذار

ماہنامہ خالد کے ''سیدنا طاہرؒ نمبر'' بابت ماہ مارچ واپریل 2004ء کے صفحہ نمبر 7 کی سطر نمبر 8 پر لفظ ''جماعت'' کی جگہ سہواً ''خلافت'' شائع ہو گیا ہے۔ اس فقرے کو ''جماعت کے بلوغت کے مقام تک پہنچنے کی نوید سنی'' پڑھا جائے۔ ادارہ اس غلطی پر نہایت معذرت خواہ ہے۔

ہوتا کہ ابھی عبادت کا حق ادا نہیں ہوا چنانچہ بستر سے پھر اُٹھ جاتے ہیں اور عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ ساری رات محبوب خدا کے آستانہ پر جھکے رہتے ہیں۔

(اسد الغابة، جلد دوم، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۷ھ صفحہ ۳۸۸)

ایک مختصر سے کنبہ کی عبادت الٰہی دیکھئے کہ کس طرح انہوں نے ساری رات عبادت میں رہنے کی راہ نکالی۔ حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق ملتا ہے کہ ان کا کنبہ تین افراد پر مشتمل تھا۔ ایک آپ خود دوسری بیوی تیسرا خادم۔ چنانچہ انہوں نے باہمی طور پر رات کے اوقات کی تقسیم کر رکھی تھی اور تینوں باری باری ایک تہائی رات جاگتے اور عبادت کرتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ ۳۵۳ طبع ثانیہ ۱۹۷۸ء بیروت ناشر: المکتب الاسلامی)

صحابہؓ کی یہی وہ محبت الٰہی تھی جس کی بنا پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہ کی شان میں فرمایا:-

ترکوا الغبوق وبدلوا من ذوقھم
ذوق الدعاء بلیلة الاحزان

کہ صحابہؓ کی جماعت ایسی تھی جنہوں نے رات کی شراب کی لذت کو غم کی رات میں دعا کی لذت سے بدل دیا۔

ایک دفعہ چند صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب میں عبادت کرتے دیکھا تو شریک ہو گئے اور جب صبح کو

دوسرے صحابہؓ کو علم ہوا تو وہ بھی شامل ہو گئے اور مسلسل دو تین راتیں ایسا ہوتا رہا۔ حضورؐ نے صحابہؓ کی جب یہ حالت دیکھی تو ایک شب گھر سے نہ نکلے۔ صحابہؓ نے اس پر مختلف انداز سے اپنے شوق کا اظہار کیا۔ مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف نہ لائے بلکہ فرمایا کہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذکان بیت الامام و بین القوم حائط اوسترة)

اللہ کی محبت میں آڑے آنے والی چیز کو صحابہؓ نے ٹھکرا دیا اور من کان لله کان الله له کا حقیقی مظہر ثابت ہوئے۔ ہر طرح کے مظالم برداشت کئے مگر ایمان میں ذرا بھر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا اور پھر وہ ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں مصائب اور مشکلات کو اپنے حقیقی محبوب کی خاطر برداشت کرنے میں لذت اور سرور آتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو مکہ میں ان کو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں بعض ان میں سے پکڑے گئے۔ قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار ہوئے۔ مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اس قدر سختیاں کی گئیں کہ ان کے تصور سے بدن کانپ اُٹھتا ہے۔ اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اس وقت وہ بظاہر ان کی بڑی عزت کرتے کیونکہ وہ اُن کی برادری ہی تو تھے۔ مگر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قائم رکھا۔ وہ وہ لذت اور سرور کا چشمہ تھا جو حق کے پیار کی وجہ سے اُن کے سینوں سے پھوٹ نکلا تھا''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۱۷)

✵✵✵

صالح نوجوان ـــ مکرم شاہد احمد پرویز صاحب

عزیزم مکرم شاہد احمد پرویز صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ شاہد کے طالب علم تھے۔ 24 مئی 2004ء کو خدمت دین کے جذبہ سے سرشار وقارِ عمل میں مصروف تھے کہ اس دوران بجلی کا کرنٹ لگا جس سے جانبر نہ ہوسکے اور 22 سال کی چھوٹی عمر میں اپنے محبوب خدا کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

عزیزم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق حضرت میاں جان محمد صاحب آف پھیروچچی کے خاندان کے چشم و چراغ تھے اور حضرت میاں صاحب کے پوتے تھے۔ 5 فروری 1982ء کو مکرم سعید احمد صاحب آف محمود آباد سندھ کے ہاں چار بھائیوں اور تین بہنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک بہن توام پیدا ہوئی۔ گھر میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے سب کو بہت پیارے تھے۔ شروع ہی سے خدمت دین اور جماعتی کاموں کا بہت شوق تھا۔ 1997ء میں عزیزم نے جب کنری ضلع میرپور خاص سے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو اسی جذبہ خدمت اور شوق کی وجہ سے اپنی زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوگئے۔

جامعہ احمدیہ میں سات سال ایک اچھے بااخلاق اور باوقار طالب علم کی حیثیت سے گذارے۔ کلاس میں ہمیشہ اعلیٰ پوزشن حاصل کرتے رہے۔ جامعہ میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ دیگر سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے۔ روزانہ ورزش اور کھیل پابندی کے ساتھ کرتے تھے۔ کرکٹ اور والی بال کے اچھے کھلاڑی تھے۔ علاوہ ازیں صوم وصلوٰۃ کی التزام کے ساتھ پابندی کرنے والے اور بہت دعا گو طالب علم تھے۔ خلافت کے ساتھ ایک خاص محبت اور وفا کا خادمانہ تعلق تھا۔ مکرم محترم میر محمود احمد ناصر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ۲ جون ۲۰۰۴ء کو طلبہ جامعہ کو وقفِ عارضی اور گرمیوں کی چھٹیاں گذارنے کے بارہ میں ہدایات دیں اور آخر پر فرمایا:۔

''اپنے اس عزیز کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جو اس سال ہم سے جدا ہوا۔ بڑا ہی صالح نوجوان تھا اور جو باتیں اس کے متعلق مل رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ایک زندہ تعلق اپنے خدا سے تھا۔''

ناصر ہوسٹل میں منتظم تربیت، نائب زعیم اور قائمقام زعیم رہے۔ علاوہ ازیں خدام الاحمدیہ پاکستان میں تین سال شعبہ اصلاح وارشاد میں بطور معاون مہتمم خدمات بجالاتے رہے اور گذشتہ ایک سال سے شعبہ اشاعت میں بطور معاون

مہتمم خدمات بجالا رہے تھے۔ اسی طرح ماہنامہ ''خالد'' کی معاونت بھی فرماتے رہے اور بطور خاص ''سیدنا طاہرؒ نمبر'' کی تیاری کے مراحل میں مسلسل تعاون کرتے رہے۔

بہت خوش اخلاق اور شگفتہ مزاج تھے۔ ہنسی مذاق میں بھی محبت کا پہلو غالب ہوتا اور ادب کا خیال رکھتے تھے۔ اسی لئے ہر ایک کے ساتھ ان کا ایک پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ نہایت پیاری، پیار کرنے والی اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی ناگہانی وفات سے ہر دل بہت رنجیدہ اور غمگین ہے لیکن ہم ہمیشہ کی طرح خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر کے آگے سرنگوں ہیں۔

ان کی وفات کے دو دن بعد 26 مئی 2004ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح فرینکفورٹ جرمنی میں بعد نماز ظہر وعصر ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ نمازِ جنازہ حاضر مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے 26 مئی 2004ء کو بیتِ مبارک میں نماز ظہر کے بعد پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا بھی آپ ہی نے کروائی۔ عزیزم موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت کرے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے۔ عزیزم کے والدین، بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں؛ اسی طرح جامعہ کے اساتذہ وطلبہ اور ہم جماعتوں وہم جلیسوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

AAAAAAAAAAAAAAAAA
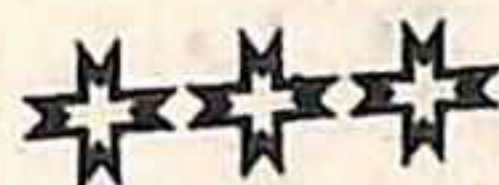
دنیا کی اہم سرحدیں

(مرسلہ: طاہر محمود بھٹی چک 166/ مراد۔ ضلع بہاولنگر)

دنیا کی چند مشہور سرحدیں جو مختلف ممالک کے مابین واقع ہیں درج ذیل ہیں۔

ڈیورنڈ لائن
(Durand Line)

یہ لائن پاکستان اور افغانستان کے بارڈر کی حد بندی کرتی ہے جو کہ ۲۴۵۰ کلومیٹر طویل ہے۔ اسے ۱۸۹۳ء میں سر مارٹیمر ڈیورنڈ (Sir Mortimer Durand) نے اُس وقت کے برٹش انڈیا اور افغانستان کے درمیان کھینچا تھا۔ حکومت افغانستان کی طرف سے جو دو نمائندگان اس حد بندی کے لئے مقرر کئے گئے ان میں سے ایک (حضرت) صاحبزادہ عبداللطیف صاحب آف خوست تھے۔

(Wikipedia.org)

ہنڈنبرگ لائن
(Hindenburg Line)

پولینڈ اور جرمنی کا بارڈر ہے۔ ۱۹۱۷ء کو پہلی جنگ عظیم میں جرمن اس جگہ سے پسپا ہو گئے تھے۔

میجی ناٹ لائن
(Maginot Line)

۳۲۰ کلومیٹر لمبا یہ حصار فرانس نے اپنے جرمنی سے ملنے والے بارڈر پر دوسری جنگ عظیم سے قبل جرمن حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے قائم کیا۔

مینر ہایم لائن
(Mannerheim Line)

روس اور فن لینڈ کے بارڈر پر یہ حصار جنرل مینر ہایم (Gerneral Mannerheim) کی طرف کھینچا گیا۔

میکماہن لائن
(Macmahon Line)

سر ہنری میکماہن (Sir Macmahon) کی طرف سے کھینچی گئی یہ لائن انڈیا اور چین کی حد بندی ہے۔ جسے چین نے تسلیم نہ کرتے ہوئے ۱۹۶۲ء میں اس کی خلاف ورزی کی۔

اوڈر۔ نیزی لائن
(Oder-Neisse Line)

جرمنی اور پولینڈ کا بارڈر اوڈر (Oder) اور نیزی (Neisse) دو دریاؤں کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اسے دوسری جنگ عظیم کے بعد پولینڈ کانفرنس (اگست ۱۹۴۵ء) کے موقع پر اختیار کیا گیا۔

ریڈکلف لائن
(Radcliffe Line)

سر ریڈکلف (Sir Radcliffe) کی طرف سے مقرر کی گئی یہ حد بندی پاکستان اور بھارت کا بارڈر ہے۔

سترھواں متوازی خط
(17th Parallel)

جنوبی ویت نام اور شمالی ویت نام کے درمیان مقرر کردہ بارڈر تھا اب یہ دونوں ملک متحد ہیں۔

چوبیسواں متوازی خط
(24th Parallel)

وہ حد بندی جسے پاکستان بارڈر منوانا چاہتا ہے جبکہ بھارت اسے تسلیم نہیں کرنا چاہتا۔

اڑتیسواں متوازی خط
(38th Parallel)

یہ عرض بلند (Parallel of Latitude) شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کی حد بندی کرتا ہے۔

رنگ پیراہن کا، خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

دوستو! اُس چشم ولب کی کچھ کہو جس کے بغیر
گلستاں کی بات رنگیں ہے، نہ میخانے کا نام

پھر نظر میں پھول مہکے، دل میں پھر شمعیں جلیں
پھر تصور نے لیا اُس بزم میں جانے کا نام

دلبری ٹھہرا زبانِ خلق کھلوانے کا نام
اب نہیں لیتے پری رُو زلف بکھرانے کا نام

اب کسی لیلیٰ کو بھی اقرارِ محبوبی نہیں
ان دنوں بدنام ہے ہر ایک دیوانے کا نام

محتسب کی خیر، اونچا ہے اسی کے فیض سے
رند کا، ساقی کا، مے کا، خم کا، پیمانے کا نام

ہم سے کہتے ہیں چمن والے، غریبانِ چمن!
تم کوئی اچھا سا رکھ لو اپنے ویرانے کا نام

فیضؔ ان کو ہے تقاضائے وفا ہم سے جنہیں
آشنا کے نام سے پیارا ہے بیگانے کا نام

(فیض احمد فیض)

(دستِ صبا صفحہ ۵۷)

احادیث کی روشنی میں

والدین کی خدمت واحترام

(مکرم ہمایوں طاہر احمد صاحب)

خدا کی توحید اور عبادت کے قیام کے بعد انسان پر سب سے بڑا حق اس کے والدین کا ہے یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے ذریعہ ایک فرد اس دنیا میں داخل ہوتا ہے اور یہی وہ وجود ہیں جن کی خدمت اور معروف اطاعت کے ساتھ انسان خدا کی رضا میں داخل ہوسکتا ہے۔ اس لئے والدین کی خدمت کر کے انسان اس دنیا کو بھی پاسکتا ہے اور جنت جو کہ دائمی ہے اس کو حاصل کرنے میں یہ خدمت اس کا ساتھ دے گی۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ (النساء: ۳۷)

قرآن کریم کی اس آیت اور دیگر کئی آیات میں توحید اور عبادت کے قیام کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ان دونوں امور کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ تو کل کائنات کا خالق و مالک ہونے کی وجہ سے شکرِ نعمت کا مستحق ہے اور ضروری طور پر ہر انسان کے لئے اس کے والدین ایک محدود دائرہ میں ربوبیت کا فرض سرانجام دیتے ہیں۔

بڑھاپے میں والدین کی خدمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آدمی بڑا بدقسمت ہے جس نے اپنے والدین کو اپنے پاس بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔ (مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر ۷۱۳۹)

تین کبیرہ گناہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا میں تمہیں تین بڑے گناہوں پر آگاہ نہ کروں (تین دفعہ فرمایا) صحابہؓ نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتائیں۔

آپ نے فرمایا اللہ کا شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور جوش سے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا سنو خبردار جھوٹ نہ بولنا آپ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کاش حضور خاموش ہو جائیں"۔ (صحیح بخاری کتاب الشہادات فی شہادۃ الزور)

والدین کی نافرمانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کردیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ وہ اس فعل کے مرتکب کو مرنے سے پہلے زندگی میں ہی سزا دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الادب باب البر والصلۃ)

جنت و دوزخ

روایت ہے کہ: ایک آدمی نے آکر ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ

ہیں۔ (سنن ابن ماجه کتاب الادب باب بر الوالدین)

جنت کا بہترین دروازہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ والد جنت میں داخلے کا بہترین دروازہ ہے۔ اب تو چاہے تو اس دروازہ کو اکھاڑ دے یا اسے محفوظ رکھ۔ (ترمذی کتاب البر والصلة)

آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے والد محترم تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے اور آپ جب چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ بھی رحلت فرما گئیں۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تقدیر الٰہی کے ماتحت والدین کی براہِ راست خدمت کا موقع نہیں ملا مگر ان کے لئے آپ کے دل میں محبت کے بے پناہ جذبات تھے جن کے ماتحت آپ مسلسل درد سے ان کے لئے دعائیں کرتے رہے اور ان کی خدمت کے جذبہ کی تسکین آپ نے رضاعی والدین کی خدمت کر کے حاصل کی اور وہ نمونہ چھوڑا کہ اگر اصلی والدین ہوتے آپ ان کی خدمت میں کیا کیا کسر نہ اٹھا رکھتے۔

رضاعی والدہ کی قحط میں مدد

حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حلیمہ مکہ میں آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر قحط اور مویشیوں کی ہلاکت کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے مشورہ کیا اور رضاعی ماں کو چالیس بکریاں اور ایک اونٹ مال سے لدا ہوا دیا۔

(طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ ۱۱۳)

رضاعی والد اور رضاعی والدہ کی تعظیم

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ آپ کی رضاعی والدہ آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے چادر کا ایک گوشہ بچھا دیا۔ پھر رضاعی والد آئیں تو آپ نے دوسرا گوشہ بچھا دیا۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا دیا"۔ (ابو داؤد کتاب الادب باب بر الوالدین)

رضاعی والدہ کی تکریم

"جنگ حنین میں بنو ہوازن کے قریباً چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان میں حضرت حلیمہ کے قبیلہ والے اور ان کے رشتہ دار بھی تھے۔ جو وفد کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا حوالہ دے کر آزادی کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین سے مشورہ کے بعد سب کو رہا کر دیا" (طبقات ابن سعد جلد اصفحہ ۱۱۶)

والدین کی وفات کے بعد نیکی

حضرت ابو سعید الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ! والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کر سکوں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں! تم ان کے لئے دعائیں کرو ان کے لئے بخشش طلب کرو انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز واقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت واکرام کے ساتھ پیش آؤ"

(ابو داؤد کتاب الادب فی بر الوالدین)

***

شگفتہ تحریر

نیم لفٹین

(مرسلہ: اقبال احمد زبیر)

ہمیں ہٹلر سے ہمیشہ شکایت رہے گی کہ اُس نے دُوسری جنگ عظیم شروع کرنے سے پہلے ہم سے مشورہ نہ کیا۔ یہ نہیں کہ ہم موصوف کو اس کارخیر سے روکنے کی کوشش کرتے۔ ہم فقط اعلان جنگ میں دو مہینے کا التوا چاہتے تھے تاکہ اپنی تعلیم پوری کر لیتے، لیکن ہم بمشکل گرمیوں کی چھٹیاں گزار کر کالج پہنچے ہی تھے کہ آپ نے ہم سے بالا بالا پولینڈ پر چڑھائی کردی جس کا بعد میں ہمارے ذاتی پروگرام پر خاصا گہرا اثر پڑا۔

اُن دنوں ابھی وہ مصیبت نازل نہیں ہوئی تھی جسے آج کل سلیکشن بورڈ کہتے ہیں۔ انٹرویو تو خیر اُن دِنوں بھی ہوتے تھے، بلکہ ایک چھوڑ تین تین، لیکن نہایت شریفانہ قسم کے۔ ایک بزرگ سا جرنیل اور کچھ نیم بزرگ سے بریگیڈیر اور کرنل بیٹھے ہوتے تھے۔ سامنے کرسی پر اُمیدوار کو بٹھا دیا جاتا تھا اور پھر اُس سے نہایت بے ضرر سے سوال پوچھے جاتے تھے:

آپ کا نام کیا ہے؟

تعلیم کہاں تک ہے؟

فوج میں کوئی رشتہ دار ہے؟ وغیرہ وغیرہ

اور ظاہر ہے کہ ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ہر چند کہ کچھ خاندانی اسرار فاش کرنا پڑتے تھے لیکن دماغ پر ایسا ناگوار بوجھ نہ پڑتا تھا کہ اُٹھائے نہ اُٹھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایک ہلکا پھلکا اور خاص مفرح قلب سا انٹرویو ہوتا تھا۔ ان دنوں نہ تو امیدواروں کی ذہانت کی پیمائش کی جاتی تھی نہ ان کے لاشعور کی تلاشی لی جاتی تھی۔ یہ بدعتیں چند سال بعد کی پیداوار ہیں۔

ریل کے سفر کے لئے درجہ اوّل کا ٹکٹ ملا۔ یہ بھی ہماری عالیجاہی کی علامت تھی۔ ٹکٹ دیکھنے والے ڈبے میں داخل ہوتے تو سر کہہ کر خطاب کرتے۔ خدا جانے اُنہیں کیسے محسوس ہو جاتا کہ یہ عام آدمی نہیں، لفٹین ہے۔ بہر حال ہم ان سے وہی سلوک کرتے جو ایک افسر کو درمیانہ درجے کے سرکاری ملازم سے کرنا چاہیے۔ ہم سفروں میں انگریز بھی تھے۔ یہ لوگ اگر ہم سے بولنا چاہتے تو پہلے کہتے: ''معاف کیجیے گا''۔ اور پھر عرض مدعا کرتے۔ ہمیں نہ صرف اپنی لفٹینی کا یقین ہو گیا، بلکہ اس کی بلندی کا بھی احساس ہونے لگا، چنانچہ دِلی سے آگے جب گاڑی میں ہم ایسے لفٹینوں کی تعداد کافی ہو گئی تو موضوع گفتگو زیادہ تر یہی رہا کہ لفٹینی اور کپتانی میں آخر فرق کیا ہے؟ اور اتفاق رائے اس بات پر ہوا کہ معمولی فرق ہے۔ چنانچہ رتلام اور مہو کے درمیان ہمارا مزاج عرش معلّٰی سے کچھ ہی اِدھر تھا بلکہ کئی ایک تو دبی زبان سے یہ بھی پوچھ رہے تھے کہ آخر ان تاریخ دانوں نے نپولین کو کیوں سر چڑھا رکھا ہے!

آخر مہو کا سٹیشن آ گیا۔ توقع تھی کہ ہمارے استقبال کے لئے فوج کا دستہ آئے گا۔ بینڈ ہو گا، موٹریں ہوں گی۔ جن کے ڈرائیور ہمارے لئے دروازہ کھولیں گے، اور باادب باملاحظہ ہمیں اپنے بنگلوں تک پہنچا دیں گے لیکن دیکھا تو یہاں کا بندوبست کسی قدر مختلف نظر آیا۔

استقبال کے لئے آدمی تو تھے لیکن ان میں ایسی وافر آدمیت نہ تھی۔ گاڑی رُکی تو ہمارے ڈبے میں ایک گورا داخل ہوا۔ جس کے بازو پر تین سفید دھجیاں لگی تھیں۔ آتے ہی بولا۔

''اگر اس ڈبے میں کوئی کیڈٹ ہے، تو ابھی مت باہر نکلے''۔

ہم بیٹھ تو گئے لیکن اس گورے کی زبان بے حد کھردری لگی۔ علاوہ ازیں کیڈٹ کا لفظ سن کر کچھ تشویش سی ہوئی کہ ہم سے کوئی دھوکا تو نہیں ہو رہا۔ لفٹین تو لفٹین ہوا، یہ کیڈٹ کیا جنس ہے؟ چنانچہ ہمیں ذرا پختہ سا شبہ ہونے لگا کہ ان انگریزوں نے لفٹینی سے وصل کی کچھ خفیہ شرطیں بھی ٹھہرا رکھی ہیں جن سے ہمیں پہلے آگاہ نہیں کیا گیا۔

جب سٹیشن دوسرے مسافروں سے خالی ہو گیا، تو گورا پھر آیا اور ہم سب کو گاڑی سے باہر نکلنے کا گستاخانہ سا حکم دیا۔ باہر نکلے تو دوسرے ڈبوں سے بھی تیس چالیس ہم جنس حضرات نکلتے دکھائی دیے۔ سٹیشن پر تین چار اور گورے بھی موجود تھے۔ ان میں سے ایک جو بظاہر سینئر تھا، اچانک چلایا۔

''سب کیڈٹ میرے سامنے قطار میں کھڑے ہو جائیں''۔

ہم نے کسی قدر حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور کچھ بے دلی سے قطار بھی بنالی۔

گورا پھر چیخا:

''دائیں سے ایک دو تین بولو''

ہم نے حکم کی تعمیل تو کی، لیکن محسوس ہوا کہ یہ سلوک ہماری شان کے شایاں نہیں۔ آخر ہم رنگروٹ تو تھے نہیں جو قطاریں بناتے پھرتے یا گنتی شروع کر دیتے۔ بہر حال ہمیں تین ٹولیوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر وہی گورا بولا:

''باہر تین ٹرک کھڑے ہیں، ہر ٹولی ایک ایک ٹرک میں سوار ہو جائے''۔

ہمیں یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی غلط فہمی ہے کچھ بھی ہو، ہمیں ٹرکوں میں لے جانا شدید غلطی بلکہ بے ادبی ہے، موٹر کاریں ہونا چاہیے تھیں، مگر سوچا کہ ان معمولی ٹامیوں سے اُلجھنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔ چنانچہ ہم نے قلیوں کو آواز دی کہ ہمارا سامان ٹرکوں میں ہی رکھ دیں۔ ہمارا یہ کہنا تھا کہ گورا گرج کر بولا:

''کیا کہا، قلی؟ تم فوجی سکول میں آئے ہو۔ ہسپتال میں نہیں۔ اپنا سامان خود اٹھاؤ، ٹرکوں میں لادو اور اُوپر بیٹھ جاؤ یا کھڑے رہو۔ سمجھے؟''

سمجھ تو آ گئی اور ہماری خوش فہمی پر کچھ اَوس بھی پڑی، لیکن ہم سب نے حتی المقدور جلال میں آ کر اس بے اَدب ٹامی کو گھورے اور متفقہ غضب سے دیکھا اور کھڑے کھڑے فوجی زندگی کا پہلا فیصلہ کر ڈالا کو جونہی لفٹین ہو گئے۔ اس گستاخ گورے کا کورٹ مارشل کر دیں گے۔ اس دلیرانہ فیصلے پر ہر طرف سے مرحبا کی صدا اُٹھی ___ اس وقت ہم کورٹ مارشل کو مارشل لاء کا قریبی رشتہ دار سمجھتے تھے ___ اور گورے کے مستقبل کو دل ہی دل میں تباہ کر کے ٹرکوں پر سوار ہو گئے۔

منزل مقصود کی جھلک توقعات سے بہت غیر مشابہ تھی۔ ہماری جائے قیام کے خدوخال بنگلے کی نسبت جیل سے زیادہ ملتے جلتے تھے۔ ایک سنگین بلکہ سنگدل سی بارک تھی، تنگ و

تاریک اور طویل جس کے اندر دیواروں کے ساتھ آہنی چارپائیوں پر ہمارے ناموں کی تختیاں آویزاں تھیں۔ انہیں دیکھ کر ہمیں جھٹکا سا لگا۔ گورا جیسے ہمارے خوف کو بھانپ گیا اور کڑک کر بولا:

''یہ تختیاں گلے میں لٹکانے کے لئے نہیں محض تمہاری نشستوں کے تعین کے لئے ہیں۔ اَب اپنی اپنی چارپائیاں ڈھونڈلو اور اپنا سامان وہاں اُٹھا کر لے جاؤ''۔

ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ سامان اُٹھانے اور چلنے پھرنے میں چستی دِکھاؤ اور شورمت کرو۔ ہمیں یہ آخری حکم خاص طور پر ناگوار گزرا۔ ہم نے پرانے فوجیوں سے سن رکھا تھا کہ یہ لفٹین لوگ ہروقت گِٹ پِٹ گِٹ پِٹ کرتے رہتے ہیں۔ انہیں زبان بندی کا حکم دینا چھوٹے منہ کی بہت بڑی بدتمیزی ہے۔ ایک حضرت بولے: ان جاہل گوروں کو کیا معلوم کہ ایک لفٹین کرنے پر آئے تو کیا کچھ کرسکتا ہے، لیکن کچھ سوچنے کے بعد ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ کورٹ مارشل تک باوقار خاموشی اختیار کرنا ہی قرین مصلحت ہے۔

شام ہوئی تو کھانے کے لئے Mess میں گئے۔ یہ پہلی جگہ تھی جہاں سے لفٹینی کے آثار نمایاں تھے۔ ہم سب ایک افسرانہ ٹھاٹھ سے ڈرائنگ روم میں صوفوں پر بیٹھ گئے۔ مؤدب اور باوردی بیروں نے ہماری خواہش کے مطابق مشروبات پیش کئے۔ اس خوشگوار ماحول میں ہم نے سٹیشن اور بارک کے اُن ناخوشگوار واقعات کو بھلا دیا جو اُن گھٹیا خاندان کے گوروں سے سرزد ہوئے تھے اور ایک سرور کے عالم میں باہم گِٹ پِٹ گِٹ پِٹ کرنے لگے۔ اتنے میں دو خوش لباس انگریز اندر داخل ہوئے۔ یہ بھی فوجی وردیاں پہنے ہوئے تھے لیکن ان کے بازوؤں پر تین دھجیاں نہ تھیں بلکہ کندھوں پر پیتل کے تین تین چمکتے ستارے تھے۔ یہ افسر تھے اور وہ سارجنٹ۔ ان کی وضع قطع، بات چیت اور طور طریقوں میں شائستگی اور وقار تھا۔ انہیں دیکھا تو فخر سا محسوس ہوا کہ اصولاً ہم اور یہ افسر ایک ہی لڑی کے موتی تھے۔ آج نہیں تو کل ہمارے کندھوں پر بھی وہی جگ مگ کرتے ستارے ابھرنے والے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد ساتھ کے کمرے میں کھانے کے لئے گئے۔ انگریزی کھانے اور دیسی کھانے کے انداز میں تقریباً وہی فرق ہے جو انگریزی اور اُردو بولنے میں ہے جس طرح ایک نوآموز کی زبان سے انگریزی الفاظ یا محاورے پھسل پھسل جاتے ہیں، اُسی طرح ہمارا انگریزی ''مٹر گوشت'' بھی ہمارے اناڑی چھری کانٹوں کی زد میں نہ آتا تھا۔ اُدھر ہاتھوں سے کھانا خلاف شان تھا لیکن برضا ورغبت فاقہ کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ لہذا جس طرح بولتے بولتے انگریزی جواب دے جائے تو اُردو پر ہاتھ یا زبان صاف کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح جہاں انگریزی چھری کانٹے سے کام نہ چلتا، ہم آنکھ بچا کر انگلیوں سے ہی بوٹی اچک لیتے۔ گویا انگریزی کھانا اُردو میں کھالیتے۔ بعض حضرات البتہ ایسے بھی تھے جو لفٹینی کے احترام میں اوزاروں کی وساطت کے بغیر کوئی چیز حلق سے اُتارتے ہی نہ تھے۔ ان میں سے کئی ایک کو دیکھا کہ چھری کانٹے لئے پلیٹ میں مٹروں کا تعاقب کررہے ہیں اور مٹر ہیں کہ اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے، اُدھر نکلے! قصہ مختصر، پیشتر اس کے کہ ان مومن

مٹروں کو کوئی گزند پہنچتا، بیرے پلیٹیں اُٹھا کر چل دیے اور لفٹین صاحبان اپنا سا منہ اور چھری کانٹا لے کر رہ گئے۔

کھانا ختم ہوا تو اینٹی روم میں آئے اور کافی کا دور چلا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد دونوں انگریز کپتان اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ خوشگوار مجلس برخاست ہوگئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے در چشم زدن صحبت یار آخر شد۔ وہاں سے اُٹھ کر بارک میں واپس آئے، تو وہی بدزبان گورا پہلے سے موجود تھا۔ سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کل صبح سات سو بجے پی۔ٹی کے میدان میں حاضر ہونا ہے۔ لباس، بنیان، نکر اور ربڑ کے جوتے''۔

اور اتنا کہہ کر اکڑتا ہوا چل دیا۔ گویا یہ گورا باز نہیں آرہا تھا۔ وہی حرکتیں کرتا تھا جو لفٹینی کے منافی تھیں۔

کسی نے پوچھا: ''ارے یار، یہ سات سو بجے کس بلا کا نام ہے؟''

ایک صاحب بولے: ''بے معنی بات ہے۔ گورا انگریزی غلط بولتا ہے''۔

ایک فوجی کیڈٹ نے آہستہ سے کہہ دیا: ''اس کے معنی ہیں صبح سات بجے''۔

دِن بھر کے تھکے تھے۔ صبح تیار ہوتے ہوتے ہم سے کئی ایک پی ٹی کے لئے سات بجے سے ایک دو منٹ بعد پہنچے۔ کالج میں ہم گھنٹوں دیر سے پہنچا کرتے تھے اور اگر پروفیسر صاحب کے ماتھے پر ایک آدھ ہلکی سی شکن آجاتی تو لمحے بھر میں بغیر استری کے ہموار بھی ہوجاتی تھی، لیکن اس گورے نے جو ہمیں ذرا دیر سے آتے دیکھا، تو کچھ اس انداز سے چلایا، گویا بھونچال آگیا۔ رہیں اُس کی پیشانی کی شکنیں تو ان کی اصلاح کے لئے استری کی بجائے روڈ رولر درکار تھا۔ معلوم ہوا کہ گورا محض پھٹ ہی نہیں گیا کچھ بول بھی رہا ہے لیکن اس کی انگریزی اس انگریزی سے بہت مختلف تھی جو ہم نے کتابوں میں پڑھی تھی۔ گورے کے الفاظ تو خیر ہماری سمجھ میں نہ آئے۔ لیکن ان کی تاثیر ہمارے دلوں میں آناً فاناً سرایت کرگئی کیونکہ اس کے ہر لفظ کے ساتھ ہماری رہی سہی لفٹینی بتدریج زائل ہو رہی تھی۔

ہم خاموشی سے قطاروں میں کھڑے ہوگئے اور پی ٹی شروع ہوئی۔ پہلے تو ہمیں میدان کے اِردگرد دوڑایا گیا یعنی ڈبل کرایا گیا۔ (ڈبل کے معنی پہلی دفعہ معلوم ہوئے) کوئی آدھ پون گھنٹے کی پی ٹی کے بعد ہم تسخیر فطرت میں تو کسی قدر کامیاب ہوگئے لیکن ہماری اپنی ترکیب عناصر میں خاصا خلل آگیا۔

آخر پی ٹی ختم ہوئی اور حکم ہوا کہ ناشتہ کے بعد پھر یہیں حاضر ہونا ہے اور وقت نو سو تیس بجے کا ملا۔ فوجی کیڈٹ سے معنی پوچھے تو معلوم ہوا کہ صبح کے ساڑھے نو بجے مراد ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کھلا کہ یہ گورا کمپنی سارجنٹ میجر ہے جس کی نافرمانی ایک کیڈٹ کی عاقبت کے لئے سخت مضر ثابت ہوتی ہے۔

ناشتہ کے بعد جب میدان میں پہنچے تو سارجنٹ میجر کو غیر حاضر پایا۔ گھڑی دیکھی تو معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر نہیں، ہم ہی وقت سے پہلے پہنچ گئے ہیں۔ گویا فوجی ضبط کی پہلی خوراک ہی اس قدر زود اثر نکلی۔ صحیح وقت پر سارجنٹ میجر نمودار ہوا تو اپنی فتح پر ذرا مسکرایا لیکن فوراً منجمد ہوگیا اور ہمیں حکم دیا کہ کوارٹر ماسٹر سٹور میں جا کر اپنے اپنے سائز کے بوٹ لے آؤ۔

بوٹ دیکھے تو محسوس ہوا کہ ہمیں پہننے کو وہ چیز دی جا رہی ہے جو گینڈوں کے پاؤں کے لئے زیادہ موزوں ہے اور جب پہن کر دو چار قدم چلنے کی کوشش کی تو یوں لگا جیسے نانگا پربت گھسیٹ رہے ہیں۔ فوجی کیڈٹ نے آہستہ سے کہہ دیا کہ ان بوٹوں کے ساتھ تو ڈبل بھی کرنا پڑے گا۔ یہ سنا تو تمام سلسلہ قراقرم سر پر آ پڑا۔

دو تین دن خاکی کپڑوں کی تیاری میں صرف ہو گئے اور ٹریننگ کے سلسلے میں فقط پی ٹی ہوئی، لیکن جب خاکی یونیفارم تیار ہو گئی اور ہم نے بوٹ پٹی پہننا سیکھ لیا تو باقاعدہ ڈرل شروع ہوئی۔

ڈرِل کے آغاز سے پہلے کپتان صاحب نے ہماری Turn-out یعنی یونیفارم وغیرہ کا معائنہ کیا اور معائنہ کیا کیا، گویا ہمیں خردبین کے نیچے رکھ لیا۔ وہ عیب بھی ڈھونڈ نکالے جو درمیانہ قابلیت کا فرشتہ بھی نہ دیکھ پاتا، دیکھ بھی لیتا تو نظر انداز کر دیتا۔ ہم نے ڈرل میں شرکت سے پہلے فوجی کیڈٹ کو بوٹ، پٹی، نمبر، بٹن، پیٹی، فلیش وغیرہ دکھالی تھی، لیکن کمپنی کمانڈر صاحب نے ہمیں دیکھتے ہی جیسے پہچان لیا اور فرمایا

''کیڈٹ نمبر ۱۵، کالر پر ایک سفید ذرّہ Incorrectly Dressed سزا: تین ایکسٹرا ڈرل''۔

سارجنٹ میجر نے جو کاپی پنسل لئے کمپنی کے ارشادات قلمبند کر رہا تھا تو فوراً ہمارے اعمال نامے میں ہماری سزا کا اندراج کیا۔ کم و بیش ایسا ہی حشر ہر کیڈٹ کا ہوا۔ حتیٰ کہ بیچارے فوجی کیڈٹ بھی نہ بچ سکے جو بظاہر پیدا ہی یونیفارم میں ہوئے تھے۔

اس کے بعد ڈرل شروع ہوئی اور خوب تیزی اور تندی سے حکم ملنے لگے۔

''سیدھے دیکھو۔ چھاتی باہر۔ ٹھوڑی اوپر۔ بازو ہلاؤ۔ ہالٹ۔ ہلومت۔ مکھی مت اڑاؤ۔ ہنسومت'' وغیرہ وغیرہ

ان سب میں ''ہلومت'' کے حکم پر عمل کرنا عذاب عظیم تھا۔ سیدھے بت بنے کھڑے ہیں کہ کان پر کھجلی محسوس ہوتی ہے۔ اَب ہاتھ کو جنبش دینا جرم ہے۔ کندھا کان تک نہیں پہنچ سکتا۔ کان کا خود ہلنا منشائے فطرت نہیں اور وہاں تک ہاتھ لے جانا منشائے سارجنٹ نہیں۔ عین اس وقت ایک مکھی ناک پر نازل ہوتی ہے۔ مکھی کو فنا کرنے کی بے پناہ خواہش دل میں پیدا ہوئی، لیکن سارجنٹ گویا ہاتھ ہلانے کے خیال ہی کو دیکھ لیتا ہے اور اپنی کاکنی انگریزی میں چلا اٹھتا ہے Don't Kill No Fly یعنی مکھی مت مارو۔ ہاتھ وہیں کا وہیں سوکھ جاتا ہے اور مکھی نہایت اطمینان سے ناک کے نشیب و فراز کا معائنہ کرتی ہے۔ ایسے اشتعال انگیز حالات میں بے حرکت کھڑے رہنا صحیح معنوں میں نفس کشی تھی۔ اس وقت زندگی کی واحد خواہش صرف اتنی ہوتی کہ کب ڈرل ختم ہو اور جی بھر کر ناک اور کان کھجائیں اور بالآخر جب ڈرل ختم ہوتی اور ہم بلا خوف تعزیر کانوں کو چھو سکتے اور مکھیوں کو اڑا سکتے تو ہمیں محسوس ہوتا کہ کان کھجانا اور مکھی اڑانا بھی کس قدر عظیم عیاشی ہے بلکہ اسی خوشی میں وہ آبلے بھی بھول جاتے جو ان آہنی بوٹوں کے اندر ہی بنتے اور پھوٹتے تھے۔

(بجنگ آمد از کرنل محمد خان)

✵✵✵✵

ہمسایہ کے حقوق

(مکرم مبارک احمد معین صاحب ۔ نصرت آباد فارم سندھ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. (نساء: ۳۷)

ترجمہ: اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان کرو اور (نیز) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی احسان کرو)

ہمسایوں اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کے بارے میں جہاں اللہ تعالیٰ نے تاکیداً حکم دیا ہے وہاں نبی کریم ﷺ نے بھی بہت زور دیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''جبریل نے مجھے ہمسایوں کے بارے میں تاکید کی یہاں تک کہ میں نے سمجھا وہ انہیں وراثت میں بھی شامل کر دیں گے''۔ (بخاری کتاب الادب)

ہمسائے کے بارے میں آنحضورؐ کے ارشادات

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا مجھے کس طرح معلوم ہو کہ، میں اچھا کر رہا ہوں یا برا کر رہا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

''جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ فرماتے ہوئے سنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے اور جب پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے برے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرز عمل برا ہے''۔ (ابن ماجه ابواب الزهد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ:۔

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوستوں میں سے وہ دوست اچھا ہے جو اپنے دوست کے لئے اچھا ہو اور پڑوسیوں میں سے وہ پڑوسی بہترین ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے''۔

(ترمذی ابواب البر والصلة)

آپؐ نے اس قدر پڑوسیوں کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

''جب تم اچھا سالن پکاؤ تو اس کا شوربہ کچھ زیادہ کر لیا کرو اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھا کرو اور اپنے پڑوسی کو بھی سالن بھجوایا کرو''۔ (مسلم کتاب البر والصلة)

ایک موقعہ پر فرمایا:۔

''اے مسلمان عورتو! کوئی مسلمان عورت اپنی پڑوسن سے حقارت آمیز سلوک نہ کرے اگر ایک بکری کا پایہ بھی بھیج سکتی ہو تو اسے بھیجنا چاہیئے''۔ (بخاری کتاب الادب)

نبی کریمؐ نے پڑوسی سے حسن سلوک کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے''۔

دوسری روایت میں ہے:۔

''خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ کون مومن نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو''۔

(بخاری کتاب الادب)

حضرت مصلح موعود کے ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں فرمایا:۔

''شہریت میں سب سے مقدم اور سب سے پہلے ہمسائے ہیں۔ دیگر مذاہب میں بھی ہمسایوں کے متعلق تعلیم آتی ہے مگر جس رنگ میں اسلام نے ہمسایہ کے حقوق کو بیان کیا ہے اس رنگ میں اور کسی مذہب نے بیان نہیں کیا۔ اسلام نے اس مسئلے پر اتنا زور دیا ہے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جبریل میرے پاس آیا اور اس نے ہمسایہ کے حقوق پر اتنا زور دیا کہ میں نے سمجھا وہ اُسے وارث قرار دے دیگا۔ پھر دین حق نے ہمسایہ کے حقوق کے متعلق تفصیلی احکامات دیئے ہیں اور ان کا خیال رکھنے کی اس قدر تاکید کی ہے کہ حضرت عباسؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ جب گھر آتے تو پوچھتے کہ کیا ہمارے یہودی ہمسایہ کو بھی کچھ دیا ہے؟ آپ کے ہمسایہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ آپ اس کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ اس کو نظر انداز کرنا گناہ سمجھتے تھے''۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۵، ۳۰۶)

''آپ ﷺ اپنے ہمسائیوں سے خواہ وہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتے ہوں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے اور اس کے متعلق اتنا زور دیتے تھے کہ صحابہؓ ہر وقت اس کی پابندی ملحوظ رکھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ایک دفعہ گھر میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کہیں سے ان کے ہاں گوشت آیا ہوا ہے۔ انہوں نے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا یہودی ہمسایہ کو گوشت بھیجا ہے یا نہیں اور پھر آپ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ گھر والوں نے کہا کہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں انہوں نے کہا۔ رسول کریم ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ جبریل نے اتنی دفعہ مجھے ہمسایہ کے حق کی تاکید کی کہ میں نے سمجھا شاید اسے وراثت میں شریک کر دیا جائے گا''۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

''میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائی کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہے تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا یا وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربہ زیادہ کر لوتا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہے بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سوکوس کے فاصلے پر بھی ہوں''۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

''ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع انسان کی ہمدردی کرو شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے''۔ (سراج منیر صفحہ ۲۸)
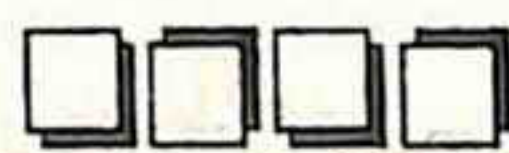
ملیریا (Malaria)

(ڈاکٹر محمد عامر خان پتھالوجسٹ فضل عمر ہسپتال)

ملیریا بخار انسان کو لاحق ہونے والی ایک پرانی بیماری ہے۔ اس بیماری سے لاکھوں کروڑوں انسان لقمۂ اجل بن چکے ہیں اور آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی ہر سال ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔ علاج کی بہتر سہولت کے باعث ان میں سے اکثر افراد زندہ بچ جاتے ہیں جب کہ وہ افراد جن کو کسی وجہ سے علاج کی سہولت میسر نہ ہو، اس بیماری سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بعض مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر ملیریا کے ایسے خطرناک قسم کے جراثیم حملہ کرتے ہیں جو مرض کو پیچیدہ کر دیتے ہیں اور بالآخر مریض کی ہلاکت پر منتج ہوتے ہیں اور علاج شروع ہونے سے پہلے اپنا کام کر گذرتے ہیں۔ یہ خطرناک قسم کے جراثیم خصوصاً افریقی ممالک میں پائے جاتے ہیں۔

ملیریا کیسے ہوتا ہے؟

ملیریا کا مرض انسانی جسم میں ایک خاص قسم کے جراثیم پلازموڈیم (Plasmodium) کے داخل ہونے سے لاحق ہوتا ہے۔ یہ ایک یک خلوی جاندار ہے جسے ملیرئیل پیراسائیٹ (Malarial Parasite) بھی کہتے ہیں۔ پلازموڈیم کی چار معروف اقسام دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ پاکستان میں سب سے زیادہ پائی جانے والی قسم کو Vivax کہتے ہیں جب کہ دوسرے نمبر پر Falciparum قسم خاص طور پر لوئر پنجاب کے شہروں میں پائی جاتی ہے۔

مؤخر الذکر قسم نہایت خطرناک اور مہلک بیماری پیدا کرتی ہے۔ یہی قسم افریقہ کے ممالک میں بہت زیادہ عام ہے۔ اسی لئے وہاں ملیریا کی بیماری نہایت خطرناک شکل اختیار کر لیتی ہے۔

مچھر کا ملیریا میں کردار

ملیریا کی وجہ جاننے کے بعد اب یہ جاننا ضروری ہے کہ پلازموڈیم انسانی جسم میں داخل کس طرح ہوتا ہے؟ ملیریا کے جراثیم یعنی پلازموڈیم دراصل مچھر کے جسم کے اندر بسیرا کئے رہتے ہیں۔ اور مچھر ان جراثیم کا Definitive Host یعنی "مستقل میزبان" کہلاتا ہے۔ مچھر کے جسم کے اندر یہ جراثیم اپنی زندگی کے اہم ادوار سے گذرتے ہیں اور یہاں ان کی تعداد میں اضافہ بذریعہ Sexual Reproduction ہوتا ہے۔

انسان ان جرثوموں کے Intermediate Host یعنی "دوسرے میزبان" کا کردار ادا کرتا ہے اور اس خطرناک مہمان سے نقصان اٹھاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ملیریا کے جراثیم یعنی پلازموڈیم دو گھروں میں رہتے ہیں ایک گھر مچھر کا جسم جبکہ دوسرا گھر انسانی جسم ہے۔

انسانی جسم کو لاحق ہونے والے ملیریا کے جراثیم انسانی جسم میں ایک خاص قسم کے مچھر اینوفلیز (Anopheles) کی مادہ (Female) کے کاٹنے سے داخل ہوتے ہیں۔

جب ایسی Infected مادہ مچھر کسی صحت مند انسان کو کاٹتی ہے تو ملیریا کے جراثیم ایک خاص شکل "Sporozoits" کی صورت میں خون میں داخل کر دیتی ہے۔ ان کی ساخت باریک دھاگوں کی سی ہوتی ہے۔ یہ ''باریک دھاگے'' تقریباً نصف گھنٹہ خون میں رہنے کے بعد جگر کے خلیات میں پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں یہ نشوونما پاتے ہیں اور بہت بڑے خلیات شایزونٹس (Schizonts) کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ تقریباً ایک ہفتے کے بعد یہ Schizonts پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے بے شمار چھوٹے چھوٹے جراثیم Merozoits کی شکل میں باہر نکل آتے ہیں۔ اب یہ (Merozoits) خون کے سرخ خلیات میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس دوران مریضوں میں کوئی علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔

یہ Merozoits خون کے سرخ خلیات میں مختلف ادوار (Stages) سے گذرتے ہیں اور ان سرخ خلیات کو تباہ کرتے رہتے ہیں۔ جب بہت سے سرخ خلیات تباہ ہو کر پھٹتے ہیں تو اس وقت مریض کو سردی محسوس ہوتی ہے۔ پلازموڈیم Vivax میں یہ کل دور 2 دن میں، جب کہ Falciparum میں یہ دور 3 دن میں مکمل ہوتا ہے اس طرح یہ Merozoits بار بار نئے سرخ خلیات کو متاثر کرتے رہتے ہیں۔ خلیات کی تعداد بڑھتی جاتی ہے نیز بیماری کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ انسانی جسم میں کچھ Merozoits اپنی شکل تبدیل کر کے مخصوص خلیات Gametes بنا دیتے ہیں۔ جو انسانی جسم میں تو تقسیم کے عمل سے نہیں گذرتے لیکن جب ایک مادہ مچھر متاثرہ (بیمار) انسان کو کاٹتی ہے تو یہ Gametes اس (مچھر) کے اندر چلے جاتے ہیں۔ جہاں یہ Sexual Cycle کے ذریعہ بے شمار Sporozoits میں تبدیل ہو جاتے ہیں جب ایسی مادہ مچھر کسی نئے صحت مند انسان کو کاٹتی ہے تو یہی Sporozoits اس کے جسم میں داخل کر دیتی ہے اور وہی دور Cycle اس انسان کے جسم میں دہرایا جاتا ہے اس طرح وہ انسان بھی ملیریا کا شکار ہو جاتا ہے۔

علامات

ملیریا کی اہم علامات تیز بخار، سستی، نقاہت، متلی یا قے کا ہونا ہے۔ بعض مریضوں کو شدید کپکپی کے ساتھ بخار ہوتا ہے اور بعض مریضوں کو یرقان بھی ہو سکتا ہے۔ یرقان کی وجہ بہت زیادہ سرخ خلیات کا ٹوٹ جانا ہے۔

Vivax ملیریا کی علامات Falciparum ملیریا کی نسبت کچھ کم شدید ہوتی ہیں جب کہ Falciparum ملیریا بہت پیچیدہ شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اس کی ایک شکل Cerebral Malaria ہے جس میں دماغ کے خلیات متاثر ہو جاتے ہیں اور مریض گہری بے ہوشی کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اس بیماری کے بعض مریضوں میں گردے خطرناک حد تک متاثر ہو جاتے ہیں اور گردوں کی یہ خرابی (Renal Failure) مریض کی موت پر منتج ہو سکتی ہے۔

ملیریا کے مریضوں کی تلی اور جگر بھی بڑھ جاتے ہیں جو ڈاکٹری معائنے کے ذریعہ شناخت کئے جا سکتے ہیں۔

لیبارٹری تشخیص (Lab Diagnosis)

لیبارٹری میں ملیریا کی تشخیص خون کے معائنے کے ذریعے آسانی کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ خون کے سرخ خلیات کے اندر ملیریا کے جراثیم (پلازموڈیم) مختلف شکلوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایسے مریض کے خون کی سلائیڈ بنا کر چند منٹ (بشرطیکہ یہ خون کے اندر کافی مقدار میں موجود ہوں) میں اس بیماری کی تشخیص لیبارٹری میں کنفرم کی جاسکتی ہے۔ لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعے ملیریا کی اقسام یعنی Vivax یا Falciparum کا پتہ بھی لگایا جاسکتا ہے اور پھر اسی کے مطابق مناسب علاج کیا جاتا ہے۔

ملیریا سے بچاؤ

ملیریا سے بچاؤ کے لئے وہ تمام طریقے اپنائے جاسکتے ہیں کہ مچھر انسان کو نہ کاٹے۔ اس مقصد کے لئے مختلف قسم کے سپرے، coils اور mats مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ اسکے علاوہ مچھر کی افزائش کی جگہوں اور کھڑے پانی کی نالیوں سے مچھروں کا تلف کرنا نہایت ضروری ہے نیز گھروں میں جالیوں کا استعمال مچھر سے بچاؤ کا عمدہ طریقہ ہے۔

ملیریا کا علاج

ملیریا کی قسم کے مطابق کئی قسم کی ادویات مارکیٹ میں دستیاب ہیں جن میں کلوروکین (Chloroquine) اور کونین سلفیٹ (Quinine) نہایت موثر اور سستی ادویات ہیں۔ اگر وقت پر صحیح دوا استعمال کی جائے تو اس خطرناک بیماری کا علاج باآسانی کیا جاسکتا ہے۔

میں نے سمجھا کہ سرِ بزم تجلّی ہے کوئی

رات جب اپنے خیالوں میں مَیں تنہا نکلا
دفعتہً دل سے عجب کیف کا دریا نکلا

محفلِ انجم و مہتاب کی دُنیا لرزی
خلوتِ دل سے وہ جب ساتھ مرے آ نکلا

بے خودی بامِ اُفق پر ہوئی سرگرمِ خرام
بے کلی بول اُٹھی وہ رُخِ زیبا نکلا

میں نے سمجھا کہ سرِ بزمِ تجلّی ہے کوئی
غور سے دیکھا تو اپنا ہی سراپا نکلا

چاندنی رات فقط آنکھ کا جادو نکلی!
لالہ و گُل کا بھرم ایک تماشا نکلا

اے وفا سوخت! تری یاد فقط خواب رہی
بھولنے والے ترا نام زمانہ نکلا

کوئی بتلائے کہ اس وادیٔ پُرخار میں کون؟
اپنا گھر چھوڑ کے مجھ سا کوئی تنہا نکلا

(مکرم عبدالسلام اختر صاحب ایم۔اے)

رپورٹ 48 ویں سالانہ تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان.. منعقدہ یکم تا ۱۳ مئی ۲۰۰۴ء

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو امسال یکم تا ۱۳ مئی ۲۰۰۴ء کو ۴۸ ویں سالانہ تربیتی کلاس کے انعقاد کی توفیق ملی، اس کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

انتظامیہ کلاس کے انتظامات کے لئے اراکین عاملہ میں سے مندرجہ ذیل انتظامیہ کی منظوری محترم صدر صاحب مجلس سے لی گئی۔ الحمدللہ جملہ ممبران نے مفوضہ فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔

ناظم اعلیٰ	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
نائب ناظم اعلیٰ 1	مکرم افتخار اللہ سیال صاحب
نائب ناظم اعلیٰ 2	مکرم مدثر احمد صاحب
ناظم رابطہ	مکرم نصیب احمد بٹ صاحب
ناظم روشنی	مکرم مرزا افضل احمد صاحب
ناظم تدریس	مکرم اسفندیار منیب صاحب
ناظم نظم وضبط	مکرم حافظ راشد جاوید صاحب
ناظم کھیل	مکرم رفیق احمد ناصر صاحب
ناظم تربیت	مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب
ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ناظم سٹیج وانعامات	مکرم امین الرحمٰن صاحب
ناظم خوراک	مکرم اکبر احمد صاحب
ناظم رہائش	مکرم اسداللہ غالب صاحب
ناظم صفائی وآب رسانی	مکرم فرید احمد ناصر صاحب
ناظم رجسٹریشن	مکرم مشہود احمد صاحب
ناظم سمعی وبصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم حاضری ونگرانی	مکرم حافظ خالد افتخار صاحب
ناظم مہمان نوازی	مکرم مرزا ناصر انعام صاحب
ناظم سٹال	مکرم مظفر احمد قمر صاحب
ناظم وقار عمل	مکرم عتیق الرحمٰن صاحب
ناظم سائیکل سٹینڈ	مکرم مرزا عدیل احمد صاحب

افتتاح اس کلاس کا افتتاح مورخہ یکم مئی صبح 8 بجے مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے فرمایا۔ آنمکرم نے طلباء کو ان دنوں میں کلاس سے بھرپور استفادہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ نے کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

تدریس افتتاح کے فوراً بعد تدریس کا آغاز ہوگیا۔ تدریس میں طلباء کو قرآن کریم ناظرہ، باترجمہ، حدیث، فقہ، عربی بول چال اور کلام کے مضامین پڑھائے گئے۔ نیز دورانِ تدریس طلباء کو تقاریر کی مشق بھی کروائی گئی اور روزانہ بعد نماز عشاء طلباء کے ایک گروپ کو ہنر سکھانے کا انتظام کیا جاتا رہا۔ نیز روزانہ ایک گھنٹہ سٹڈی ٹائم کیلئے مختص کیا گیا۔

درجہ ذیل اساتذہ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

مضمون	نام استاد	نام متبادل
ترجمۃ القرآن	امین الرحمٰن صاحب	سہیل احمد ثاقب صاحب
ناظرہ قرآن	مبارک علی صاحب	حافظ مسرور احمد صاحب
حدیث	فضل الرحمٰن ناصر صاحب	محمد عباس احمد صاحب
کلام	ظفر اللہ خان طاہر صاحب	ساجد محمود بٹر صاحب
فقہ	انتصار احمد نذر صاحب	مسعود احمد شاہد صاحب
عربی	میر انجم پرویز صاحب	عبدالحق بدر صاحب
مشق تقاریر	امین الرحمٰن صاحب	عطاء المومن زاہد صاحب

مورخہ 12 مئی کو طلباء کا تحریری امتحان ہوا جس میں 925 طلباء شریک ہوئے۔

تقاریر دورانِ کلاس حسب ذیل تقاریر ولیکچرز ہوئے۔

۱۔ نماز باجماعت کی اہمیت: مکرم ملک منور جاوید صاحب

۲۔ سیرۃ النبیؐ (پاکیزہ جوانی): مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

۳۔ کمپیوٹر: مکرم شیخ نصیر احمد صاحب

۴۔ احمدی خادم کے اوصاف: مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب

۵۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ (پاکیزہ جوانی): مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

۶۔ ہائیکنگ: مکرم میر قمر سلیمان احمد صاحب

۷۔ خلافت سے وابستگی: مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب

۸۔ خدام الاحمدیہ (اغراض ومقاصد): مکرم اسفندیار منیب صاحب

ادائیگی نماز ودرس روزانہ صبح طلباء کو نماز تہجد پڑھائی گئی۔ نماز مغرب طلباء بیت المبارک میں ادا کرتے جب کہ بقیہ نمازیں طلباء ایوان محمود ہی میں ادا کرتے رہے۔ نماز فجر کے بعد درج ذیل اصحاب درس دیتے رہے۔

۱۔ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب، ۲۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب

۳۔ مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب، ۴۔ مکرم وزیر خان ساجد صاحب

معلوماتی پروگرام شعبہ سمعی بصری کے تحت معلوماتی پروگرام دکھائے گئے۔

مجلس سوال وجواب اس کلاس کے دوران تین مجالس سوال وجواب منعقد ہوئیں دو مجالس میں مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب۔ جبکہ تیسری مجلس میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے طلباء کے سوالات کے جواب دیئے۔

وقارِ عمل روزانہ نماز عصر کے بعد طلباء کا ایک گروپ وقار عمل کرتا رہا۔

کھیل صبح نماز فجر کے بعد مکرم سید نادر سیدین صاحب طلباء کو ورزش کرواتے رہے اور نماز عصر کے بعد فٹ بال اور سوئمنگ میں شریک ہوتے رہے۔

دورانِ کلاس جمعۃ المبارک کے دن طلباء کو زیارت مرکز کروائی گئی جس میں بیت یادگار، بہشتی مقبرہ، جامعہ احمدیہ اور جدید پریس میں جاری نمائش کی سیر کروائی گئی۔ بعد ازاں جملہ طلباء نے اس سیر کے حوالہ سے اپنے تاثرات پر مبنی مضامین قلمبند کئے۔

سٹال ایوان محمود میں طلباء کی سہولت کے لئے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی اشیاء کے لئے سٹال لگایا گیا جس سے طلباء استفادہ کرتے رہے۔

طعام دورانِ کلاس تینوں وقت طلباء کے کھانے کا انتظام دار الضیافت میں کیا گیا تھا۔

رجسٹریشن گذشتہ سال 48 اضلاع کی 270 مجالس کے 948 طلباء شریک کلاس ہوئے۔ تربیتی

کلاس کی تاریخ میں گذشتہ سال کے سوا آج تک کبھی بھی خدام کی تعداد نے 900 کے عدد کو نہیں چھوا۔

گذشتہ سال خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سنگ میل طے ہوا اور اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے 48 اضلاع کی 304 مجالس کے 1009 طلباء کلاس میں شریک ہوئے اور گذشتہ حاضریوں کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے اس طرح خلافت خامسہ کے بابرکت عہد کی عظیم الشان برکات کا ایک غیر معمولی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ الحمد للہ علی ذالک

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ تھے۔ آپ نے تقسیم انعامات کے بعد طلباء کو اپنے اختتامی کلمات سے نوازا۔

نتائج مقابلہ جات تربیتی کلاس

پوزیشن	نام	ضلع
مقابلہ تلاوت		
اوّل	مظہر اقبال	شیخوپورہ
دوم	ھبۃ الرحیم	ربوہ
سوم	باسل نسیم	گوجرانوالہ
حوصلہ افزائی	سید رضا ناصر	لاہور
مقابلہ نظم		
اوّل	کاشف عمران	کراچی
دوم	نعیم اللہ	ربوہ
سوم	ھبۃ الرحیم	ربوہ
حوصلہ افزائی	رضی اللہ	ربوہ
مقابلہ تقریر		
اوّل	روحان احمد	لاہور
دوم	صباح الدین	کراچی
سوم	عبد القادر	گوجرانوالہ
مقابلہ بیت بازی		
اوّل	روحان احمد	لاہور
دوم	محمد رحمٰن علی	ربوہ
سوم	مدثر احمد	کوٹلی AK
مقابلہ مضمون نویسی		
اوّل	مظہر اقبال	شیخوپورہ
دوم	انصر محمود ورک	شیخوپورہ
سوم	غلام احمد	نارووال
فٹ بال		
اوّل	علاقہ سرگودھا	
دوم	علاقہ لاہور	
سوئمنگ		
اوّل	منیب احمد	کراچی
دوم	لقمان خالد	گوجرانوالہ
سوم	محمد احمد	فیصل آباد
پیدل دوڑ پانی میں		
اوّل	عبد الصمد	فیصل آباد
دوم	سید احمد ولید	لاہور
سوم	وقاص مختار	ٹوبہ ٹیک سنگھ
فری سٹائل 25 میٹر		
اوّل	فائض احمد	ربوہ
دوم	کلیم احمد	
سوم	عتیق احمد	ربوہ
فری سٹائل 50 میٹر		
اوّل	وقاص مختار	ٹوبہ ٹیک سنگھ
دوم	محمد عباس	گوجرانوالہ
سوم	بشارت احمد	سیالکوٹ
ڈائیونگ بورڈ 12 فٹ بلندی سے		
اوّل	محمد عباس	فیصل آباد
دوم	نصیر احمد	سیالکوٹ
سوم	عمیر مظفر	اوکاڑہ

پہلی دس پوزیشنیں

نام	مجلس	ضلع
عبداللہ شاہ	احمد پور شرقیہ	بہاولپور
عثمان احمد چیمہ	چک 84 فتح حاصل پور	بہاولپور
عبدالصمد	دارالفضل	فیصل آباد
حافظ عبدالقادر	امیر پارک	گوجرانوالہ
حافظ سلمان احمد رانا	168-MR	بہاولنگر
محمد فرحان سلیم	ننکانہ صاحب	شیخوپورہ
لقمان احمد ساقی	168 مراد	بہاولنگر
تیمور خان	ناصر آباد غربی	ربوہ
محمد شفیق	کھر پڑ	قصور
مسعود احمد طاہر	چندر کے منگولے	نارووال

صوبہ سرحد اوّل: طلحہ حبیب مجلس پشاور شہر۔ دوم: عبدالسلام مجلس پشاور شہر۔ سوم: نعمان احمد۔ مجلس حیات آباد۔ حوصلہ افزائی: ولید احمد مجلس نوشہرہ کینٹ۔

صوبہ سندھ اوّل: صباح الدین ثاقب مجلس دستگیر سوسائٹی۔ ضلع کراچی۔ دوم: غضنفر احمد طیب۔ مجلس قمر آباد۔ ضلع نوشہرو فیروز۔ سوم: ملک اشعر عثمان۔ مجلس نارتھ کراچی۔ ضلع کراچی۔ حوصلہ افزائی: علی ڈنو۔ مجلس تھرپارکر۔ ضلع مٹھی

آزاد کشمیر اوّل: مدثر احمد۔ مجلس کوٹلی شہر۔ ضلع کوٹلی، قاسم احمد سونگی۔ مجلس نگر پارکر ضلع مٹھی۔ دوم: محمد اکسیر انجم مجلس میرا بھڑکا۔ ضلع میر پور۔ سوم: نعمان احمد۔ مجلس گوئی ضلع کوٹلی۔

انعامات سائقین

۱۔ ندیم احمد ستار، کراچی ۲۔ نجف احمد، فیصل آباد ۳۔ اللہ ڈنو، مٹھی

(مرتبہ: مکرم نصیر احمد انجم صاحب۔ ناظم اعلیٰ)

اک ترے نقش کو دوام ہوا

وعدہ اُس کا وفا مدام ہوا
پھر عطا ہم کو اِک امام ہوا

اُس کی صورت کی رونمائی کا
آسمانوں سے اہتمام ہوا

خوب سے خوب جلوہ آرائی
خوب سے خوب یہ نظام ہوا

نقش میں نقش ہو گیا زنجیر
حسن ہی حسن کا مقام ہوا

نور و محمود و ناصر و طاہر
عشق مسرور ہے جو نام ہوا

باقی سب دائرے شکستہ ہیں
اک ترے نقش کو دوام ہوا

گردشیں اب غلام ہیں اُس کی
جو کوئی آپ کا غلام ہوا

بن گئی دھڑکنوں میں اک تصویر
آج تُو ہم سے ہمکلام ہوا

اس قدر روشنی تھی چہرے پر
ماہ کیا مہر بھی تمام ہوا

(ناصر احمد سید)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ٹھنڈی ہوائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ جب انبیاء کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ساتھ ہی مخالفین کی طرف سے مخالفت کی آندھیاں بھی بڑی شدت سے چلنا شروع ہو جاتی ہیں لیکن انبیاء کو کیونکہ اپنے پیدا کرنے والے اور بھیجنے والے پر کامل یقین ہوتا ہے اس لئے اُن کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ خدا اُن کو مخالفت کی آندھیوں میں تنہا چھوڑ دے گا۔ ہاں اُن کے دلوں میں جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہوتی ہے اُس کی وجہ سے وہ ڈرتے رہتے ہیں لیکن جوں جوں مخالفت کی آندھیاں بڑھتی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی ٹھنڈی ہوائیں بھی اُسی تیزی سے بلکہ اس سے زیادہ تیزی سے بڑھ کر انبیاء اور اُن کے ماننے والوں کی تسلی کا باعث بنتی ہیں۔ اور اس کے نظارے ہمیں تمام انبیاء کی زندگیوں میں نظر آتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جنگ بدر سے لے کر فتح مکہ تک کے نظارے ہمیں نظر آتے ہیں اور خدائی وعدہ کہ میں اور میرا رسول غالب آئیں گے پوری شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ تو یہ سنت اللہ ہے جو آج ختم نہیں ہوگئی آج بھی اسے پورا ہوتے ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج ان نظاروں کو دیکھ کر احمدیوں کے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا ہمیں نظر آتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶/اپریل ۲۰۰۴ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰/اپریل تا ۶/مئی ۲۰۰۴ء)

Monthly KHALID C. Nagar
July 2004
Regd. CPL # 75/CR
Mansoor Ahmad Nooruddin